Posted On Kitab Nagri

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

محبت کا"م"

ادیبہ نیاز

Last Episode

باب ہشتم:--محبت کا"م"---معجزہ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دوستوں کے دلوں پہ ہیں ہم راج کرتے---

دشمنوں کے دماغ پہ ہتھوڑے کی مانند بجتے---

کوئی لاکھ کوشش کرلے، ہم تھے، ہیں، رہیں گے---

بخت کے سکندر رہیں، جیت کر مڑیں گے---

قسمت کے پجاری نہ قسمت کی اجازت لیں گے---

Posted On Kitab Nagri

تبدیل "م" کے موت کو معجزے میں کریں گے۔۔۔

اس آفاق کے صنم راستے ہیں سارے ملتے۔۔۔

ان راستوں کے موڑ پہ کبھی ہم بھی ملیں گے۔۔۔

سرمئی شام رات، اور پھر مزید گہری رات میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس پر رونق ماحول میں اب کے صف ماتم بچھی تھی۔ ہر آنکھ نم نظر آتی تھی۔ اس کی موت کی افسوس ناک خبر جنگل میں آگ کی طرح سارے میں پھیل گئی تھی۔ کچھ مہمان جا چکے تھے اور کچھ وہیں کھڑے اس گھر کے مکینوں کے افسردہ چہرے دیکھ رہے تھے۔ فرح کو تو سیٹھ ارسل جیسے تیسے کر کے کمرے میں لے گئے تھے۔ ریفا البتہ ہوش میں آچکی تھی اور تب سے لے کر اب تک وہیں ہال میں ایک طرف فرش پہ بیٹھی تھی۔ بے حواس، بے حرکت۔ پاس بیٹھی دیا خود صدمے میں ہونے کے باوجود متعدد مرتبہ وہاں سے اٹھنے کا کہہ چکی تھی مگر وہ حرکت میں آنے کو تیار نہیں تھی۔ وہ رو بھی نہیں رہی تھی، دیا اسے رونے کا بھی کہہ رہی تھی مگر وہ تو جیسے سن ہی نہیں رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے سامنے سٹریچر پہ سفید چادر کے نیچے لیٹا وہ بے جان شخص۔۔۔ اشعر ہے۔ وہی اشعر جو لمحات پہلے اس کے ساتھ کھڑا تھا۔

خانم، مینک، ابراہیم اور راہدل بے حد ضبط کے ساتھ وہاں کھڑے پولیس اور پریس کے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ کیک میں زہر ملایا گیا ہے۔ مگر کیسے؟ اس کی تفتیش جاری

Posted On Kitab Nagri

تھی۔ البتہ پولیس نے اس بیکر کو تفتیش کے لیے گرفتار کر لیا تھا جس نے کیک بنایا تھا۔ پریس والوں نے کیمرہ اور مائیک لیے ان چاروں کو گھیر لیا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے بھی کہ ان کی آنکھوں کے گوشے بھیگے ہیں۔ ان سب سے ہٹ کر وہ پانچوں افسردہ سی شکلیں بنائے بیٹھے تھے، اگرچہ دل خوشی سے لبریز تھے۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ زہر کس نے ملایا ہے؟" مائیک راہدل کے لبوں کے قریب کر کے پوچھا۔

"کیک ہمارے خود کے، پرسنل بیکر نے بنایا تھا جو ہمارے لیے قابلِ بھروسہ تھے۔ اس سے آگے ہم کچھ نہیں جانتے۔" وہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولا اور پھر اور رونے لگا۔ ابراہیم نے اس کا رخ اپنی جانب موڑ کر گلے لگا لیا۔

"تو آپ کو واقعی لگتا ہے کہ زہر اس نے ملایا ہے یا آپ کو کسی اور پر بھی شک ہے؟" اب کے مائیک مینک کی طرف تھا۔ خانم نے چونک کر مینک کی سمت دیکھا، پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا خانم کے اشتعال کے عالم۔ میں آگے بڑھا۔

"یہ کیا تم کب سے سوال پہ سوال کیے جا رااے (رہا ہے)؟ یاں (یہاں) امارا دوست مر گیا، ام اتنا دک (دکھ) میں اے اور تم کیمرہ لیے سوال پہ سوال کیے جا رااے؟ اب ایک اور سوال کا جواب ام نئی دے گا، چلا جایاں (یہاں) سے۔" اس کی آواز بہت بلند تھی جس میں اس نے مصنوعی تکلیف کی جھلک باقی رہنے دی۔ ساری پریس میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔ چند لمحے وہ اس کا سنجیدہ، سپاٹ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اورافسردہ چہرہ دیکھتے رہے۔پولیس آگے بڑھی اور دوسری جانب کسی اور سے سوالات کرنے کا کہہ دیا۔

سیٹھ ارسل ایک طرف سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھے تھے۔دیاآنکھوں میں نمی اور شدید دکھ لیے صدمے میں بیٹھی ریفا کو ہلا ہلا کر کچھ کہہ رہی تھی،باقی مہمانوں میں سے چند اندر فرح کے پاس چلے گئے تھے۔مرد حضرات سیٹھ ارسل کے پاس اور چند عورتیں ریفا کے پاس کھڑیں تسلی بخش سے جملے ادا کر رہی تھیں۔اب کے ایک طرف خاموش کھرے تھے تو صرف وہ پانچوں بھائی۔سوپریس اپنے کیمرے لیے اس طرف آگئی۔

"کیا آپ بتائیں گے شہزاد اشعر آپ کے کیا لگتے تھے؟"سوالوں کی بوچھاڑ میں سے ایک سوال تھا۔

"ساڈا جیجا لگدا سی، آپاں دی پین دا ویاہ ہویا سی اودے نل۔(ہمارا بہنوئی لگتا تھا،ہماری بہن کی شادی ہوئی تھی اس کے ساتھ)"اندرونی ہیجان کو دبا کر وہ بظاہر آزردگی سے بولا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے انہیں زہر کس نے دیا؟"

"کیک بنان والے سے،ظاہر اے جنے کیک بنایا سی اودے سوا کیک اینج زیر کون پاسکدا سی اووی اودوں جدوں او سارا ٹیم کیچن اینج ہووے (کیک بنانے والے نے،ظاہر ہے جس نے کیک بنایا ہوگا۔اس کے سوا کون زہر ملائے گا وہ بھی تب جب وہ سارا دن کیچن میں تھا)"ہرشدیپ نے تیزی سے جواب دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"کیا شہزادا شعر کا کوئی دشمن تھا خس کے متعلق آپ کہہ سکیں کہ اس نے ان کے خلاف سازش کی ہو؟(کیا شہزادا سعر کا کوئی دشمن تھا جس کے متعلق آپ یہ کہہ سکیں کہ اس نے ان کے خلاف سازش کی ہے؟)"

"دشمن تاں جی بڑے نے اودے، آپاں تاں جاندے وی نئ۔ ہوسکدا اے کسے نے سازش ہی کیتی ہووے(دشمن تو اس کے بہت تھے جی، ہم تو انہیں جانتے بھی نہیں۔ ہو سکتا ہے کسی نے سازش ہی کی ہو)" جندر نے بات کے اختتام پہ کندھے اچکا دیے۔

"اگر کوئی کہے کہ انہیں اپ نے قتل کیا ہے تو آپ کیا کہنا چاہیں گے؟ چونکہ آپ کی ان کے ساتھ جھگڑے کی ایک ویڈیو بھی لیک ہو چکی ہے اور آپ بھی ان کے دشمنوں میں ہی شمار ہوتے ہیں۔" اس سوال پہ ایک پل کے لیے سب ٹھٹھک گئے۔ چہرے سپاٹ ہوگئے سب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ پھر میڈیا کو۔۔۔وہ جوان طلب نگاہیں لیے مائیک چہرے کے قریب کیے ہوئے تھی۔ سپاٹ چہروں پہ بظاہر پھیکی سی مسکراہٹ آگئی۔ وہ ذرا گڑبڑا گئے تھے۔ جندر نے دو ثانیے گزرنے کے بعد اپنی گڑبڑاہٹ پہ قابو پا کر وضاحت دی۔

"نئ نئ، ایہو جی کوئی گل نئ جی۔ آپاں دی اشعر نل کوئہ دشمنی نئ۔ اگر دشمنی ہندی تاں آپاں اونوں اپنی پین کیوں دندے۔ او تاں ماری جیہی چڑپ ہوگئی سی، باچوں صلح ہوگئی سی۔ اسی تاں اونوں مارن دا سوچ وی نئ سکدے۔ اڈا چنگا سی۔۔۔نہ نہ۔۔۔ آپاں اینج نئ کر سکدے۔(نہیں نہیں۔ ایسی کوئی

Posted On Kitab Nagri

بات نہیں۔ہماری اشعر کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں۔اگر دشمنی ہوتی تو ہم اسے اپنی بہن کیوں دیتے؟وہ تو ہماری اس سے معمولی سی جھڑپ ہوئی تھی،بعد میں صلح ہو گئی تھی۔اسے مارنے کا تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے،بہت اچھا تھا وہ۔نہیں نہیں۔۔۔ہم ایسا نہیں کر سکتے۔)"

"قتل داتاں نالیندیاں وی دل کنبدا اے۔(قتل کا تو نام لیتے ہوئے بھی دل کانپتا ہے۔)"بلوندر نے جھرجھری لی۔

"مگر کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا۔۔۔یقیناً ایسا ہی ہے۔کیا کہتے ہو بلوندر سنگھ راٹھور؟یہ قتل تم نے ہی کیا ہے ناں۔"

اس آواز پہ سب نے گردنیں موڑ کر دیکھا اور پھر وہ شل ہو گئے۔ساری دنیا لمحے کے لیے ٹھہر گئی۔سانسیں تک آنے جانے کا راستہ بھول گئیں۔ریفا کے لب وا ہو گئے۔مہمان بھی ہکے بکے سے اسے دیکھنے لگے۔

وہ اشعر۔۔۔ہاں وہ اشعر ہی تھا۔

جو سٹریچر پہ اوڑی گئی سفید چادر کے نیچے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ان پانچوں نے اپنی آنکھوں کو حیرت سے پھیلتے محسوس کیا۔

اشعر سب کو ساکت دیکھ کر مسکرایا۔پھر سٹریچر سے اٹھ کھڑا ہوا۔کپڑوں پہ خون اسی طرح بکھرا تھا مگر وہ بالکل سلامت کھڑا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اور پھر۔۔۔

ان کی حیرت میں اضافہ کرتے خانم مسکراتا ہوا آہستہ سے چلتا اشعر کے قریب آیا۔ پھر راہدل، پھر مینک، پھر ابراہیم۔۔۔ پھر سیٹھ ارسل اور پھر۔۔ سفر سنگھ راٹھور۔

دیا بھی اچانک سے مسکرائی اور اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ فرح کمرے سے باہر آئیں۔ دونوں چلتی ہوئیں ان کے ساتھ آ کھڑی ہوئیں۔ فقط ریفا اسی طرح حواس باختہ بیٹھی تھی۔ مہمان الگ بھنویں سکڑے ہوئے تھے۔

"کیا اوا (ہوا)؟ چونک گیا؟ ہاں۔۔۔ چونکتا کیوں ناں؟ یی (یہی) تو وقت اے چونکنے کا، آخر سارا میڈیا نیں یہ خبر پیل (پھیل) جائے گا کہ بلوندر سنگھ راٹھور نے اپنے بہنوئی کو مارنے کے لیے ایک غیرت مند آدمی کو پچاس آدمی دیے تے (تھے)۔" وہ بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ کہہ رہا تھا اور میڈیا اپنے کیمرے ان کی جانب موڑ چکی تھی۔ ریفا کو خانم کی بات نے ایک اور شاک دیا تھا۔

"بلوندر سنگھ راٹھور! آپ کو قاتل کا انتخاب حالات دیکھ کر نہیں وفادار دیکھ کر کرنا چاہیے تھا۔" اشعر بھی مدھم سا مسکرایا۔

وہ پانچوں تھے کہ حیرت سے نکلنا مشکل ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"مگر توں؟۔۔۔توں تے۔۔۔"مارے حیرت کے وہ بس خانم کی جانب انگلی اٹھا پایا۔ مگر اس کے اس حیرت بھرے عمل نے اس کے سب سوال عیاں کر دیے تھے۔

"ہاں۔۔۔میں تم لوگوں کے سات (ساتھ) نئ ملاتا (تھا)۔۔ میں نے بس اداکاری کیا تا (تھا) تم سب کو دکانے (دکھانے) کے لیے کہ چاہے خانم خان اتنا بے غیرت اے کہ لڑکیوں کو دیک (دیکھ) کر گاڑی رعک لیتا اے مگر اتنا منافق نئ کہ پیسہ کی خاطر اپنے دوست کا جان لے لے۔ اور تب تو بالکل بھی نئ، جب میرے کو پیسہ بھی مل رااو (رہا ہو) اور میرے پاس موقع بھی او (ہو) کہ میں تم سب کو سب کے سامنے بے نقاب کر سکے۔"وہ مسلسل مسکرائے جا رہا تھا اور ان کے تحیر میں اضافہ کرنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہا تھا۔

"اب باقی سب باتیں چوڑ (چھوڑ)۔۔۔ یہ بتا یہ ریڈ لیکوئیڈ جو اشعر نے اداکاری کے لیے پیا تا (تھا) اس کا پیسہ کب دے گا؟"اس نے لال چھوٹی سی شیشے کی بوتل انہیں دکھائی جس میں سرخ رنگ کا مائع تھا۔ ساتھ ہی ابراہیم، مینک اور راہدل نے قہقہہ لگایا۔ ان کے قہقہے میں سراسر ہتک شامل تھی۔

تب ہی ان پانچوں پہ طاری سکتہ ٹوٹا۔ حیرت سے نکلتے ہی بلوندر کے لب بھینچ گئے۔ اس کی نگاہیں ان سے ہوتی ہوئیں سفر سنگھ پہ جا ٹھہریں جو نگاہوں میں تاسف اور اشتعال لیے کھڑے تھے۔ بے حد درشتی سے بولے۔

Posted On Kitab Nagri

"انسپکٹر! آپ میرے داماد کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کریں گے۔" ہر لفظ چبا کر کہنے کے دوران ایک لمحہ بھی ان کی نگاہیں ان پانچوں سے ہٹی نہیں تھیں۔

"کیوں نہیں سر! بس ایک بار پریس بھی اپنے سوالوں کے جواب ان سے وصول کرتی جائے۔"

انسپکٹر بھی مسکرایا۔

اور اسی لمحے، اچانک ریفا کے ساکت جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ خشک آنسوؤں کے داغ اس کے چہرے پر عیاں تھے۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔ کوئی بھی اس کی جانب متوجہ نہ تھا۔ اپنی ٹانگوں کو تیزی سے حرکر دیتی وہ ان سب کی جانب بڑھی۔ پھر وہ جس جس کے پاس سے گزرتی گئی ان سب کی نگاہیں ان کی سمت پھرنے لگیں۔ چند ہی ساعتوں میں وہ بلوندر کے مقابل آکھڑی ہوئی اور اگلے ہی لحظے "تراخ" کی آواز کے ساتھ ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے چہرے پہ رسید کیا۔ اس کے اس تھپڑ میں اس کے پاس بچی کل طاقت، غصہ اور بہت کچھ تھا۔ اور اب کی بار حیران ہونے کی باری باقی سب کی تھی۔ خود بلوندر نے حواس باختہ سے تاثرات لیے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ شعلے بھڑکاتی آنکھیں لیے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ یہ وہ ریفا تو نہیں تھی، جو اپنے بھائیوں پہ جان چھڑکتی تھی۔

"کتنا مشکل ہو گا ناں میرے لیے کسی کو یہ بتانا کہ آپ میرے کون لگتے ہیں۔ کس منہ سے میں کسی کو یہ بتاؤں گی کہ آپ میرے بھائی ہیں؟ مجھے تو خود یقین نہیں آرہا کہ آپ میرے وہی بھائی ہیں جو میری

Posted On Kitab Nagri

خوشی نے لیے کچھ بھی کرنے کا دعویٰ کرتے تھے اور آج میری خوشیوں کے واحد دشمن بنے ہیں۔" آنسو پھر سے ابل پڑے تھے۔ وہ چلا رہی تھی۔ اس کے چلانے میں اس کا درد، اس کی تکلیف سب عیاں تھا۔

"ایک بار بھی۔۔۔ ایک بار بھی آپ نے یہ سوچا کہ آپ کے اس عمل سے کیا ہو سکتا تھا؟ اگر اس کے دوست وفادار نہ ہوتے تو سوچا کہ کیا ہو سکتا تھا؟ آپ کی نظر میں شاید شہزاد اشعر مر جاتا مگر حقیقت میں آپ کی بہن مر جاتی۔ آپ کی بہن آج اپنی شادی کے پہلے دن بیوہ ہو جاتی۔۔۔ آپ کو ایک بار بھی خیال نہیں آیا؟ کیسے بھائی ہیں آپ؟" اس کی تکلیف ڈھیر سارا افسوس بھی تھا۔ بلوندر نے نگاہیں جھکالیں البتہ اس کے ابرو تنے تھے۔ وہ شرمندہ تھا کہ نہیں تاثرات سے اندازہ لگانا مشکل تھا۔ ریفا نے آنکھیں موند کر باقی آنسوؤں کا راستہ روکا۔ پھر آنکھیں کھول کر بہہ چکے آنسوؤں کو صاف کیا۔ مگر۔۔۔

وہ پھر سے بہہ نکلے۔

"آج کے بعد۔۔۔" اب کی بار اس نے انہیں بہنے دیا اور سخت تنبیہی انداز میں انگلی اٹھائی۔ "آج کے بعد اگر آپ نے اشعر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔۔۔" بے لچک لہجہ۔ "تو میں یا تو خود آپ کے خلاف FIR درج کراؤں گی یا پھر۔۔۔ آپ کا وہ حال کروں گی کہ آپ خود کو پہچاننے سے انکار کریں گے۔"

Posted On Kitab Nagri

سب اسی طرح خاموش کھڑے تھے۔بلوندر نے ایک خاموش نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ریفا نے کہہ کر ایک آخری تاسف بھری نظر اس پہ ڈالی۔دو قدم پیچھے ہٹی اور پھر مڑ کر وہاں سے بھاگ گئی۔اس نے سر واپس جھکا لیا۔سب نے سر اٹھا کر تیزی سے زینے چڑھتی اس لڑکی کو دیکھا اور کچھ ہی لحظوں میں وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

☆☆☆

کشش اس کی اداؤں کی محدود مجھ تک تو نہ تھی

اس کی نزاکت کے قصے سنانے والے، مجھے اور بھی ملے ہیں۔

اس تھپڑ کے پڑتے ہی اس کے چہرے کا رخ دوسری جانب مڑ گیا جس کی گونج جتنی بلند تھی، تھپڑ اس سے بھی زیادہ زناٹے دار تھا۔اس نے رخسار پہ ہاتھ رکھے سر اٹھا کر سامنے کھڑے سفر سنگھ راٹھور کو دیکھا جو سخت طیش کے عالم میں نظر آتے تھے۔باقی چاروں بھائی سر جھکائے اس کے پیچھے کھڑے تھے۔اور امن روپ سفر صاحب کے پیچھے کھڑی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"اوئے شرم کر کج شرم۔۔۔اے جیڑی حرکت توں اج کیتی اے ناں، پولیس تاں تینوں پھانسی دین دا کیندی سی۔ تے آپاں وی راضی ساں۔اوتے ہر واری اوا شعر معاف کر کے دس دندا اے کہ او کڈے وڈے دل دا مالک اے۔تانوں تاں بے غیرت کین لگیاں وی شرم آندی اے۔تاڈے جے لوکاں دی وجہ توں ساڈا مذہب بدنام ہو یا پیا اے۔پہلے مذہب دے ناں تے دشمنی پالدے او، لڑائیاں کردے او، چالاں چلدے تے قتل دیاں کوششاں کردے او، تے مگروں ناں

Posted On Kitab Nagri

مذہب دا۔ تسی اوسپ او جنوں پالیے، پوسیے، چنگی پڑائی تے ہر کم دی آزادی دیے فیروی ڈنگ مارای دندے نے۔ آپاں تاں سکھائی ای ہمیشہ پریم دی ریت آ۔پتائ ساڈے خوں چوں زیر کنج نکل آیا۔(ارے شرم کرو کچھ شرم۔یہ جو حرکت آج تم نے کی ہے ناں۔۔۔پولیس تو تمہیں پھانسی دینے کا کہہ رہی تھی۔اور ہم بھی راضی تھے۔وہ تو اشعر ہر بار معاف کر کے یہ بتا دیتا ہے کہ وہ کس قدر بڑے دل کا مالک ہے۔تم لوگوں کو تو بے غیرت کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔تم جیسوں لوگوں کی وجہ سے ہمارا مذہب بدنام ہر پڑا ہے۔پہلے مذہب کے نام پہ دشمنی پالتے ہو، لڑائی جھگڑا کرتے ہو، چال چلتے اور قتل کی کوششیں کرتے ہو، اور نام مذہب کا۔تم تو وہ سانپ ہو جسے پالا پوسا جائے، اچھی تعلیم دی جائے اور ہر چیز کی اجازت دی جائے پھر بھی ڈھس دیتے ہیں۔میں نے تو سکھایا ہی ہمیشہ پیار کرنے کا طریقہ تھا، معلوم نہیں میرے خون سے زہر کیسے نکل آیا۔)"وہ اتنے مشتعل ہو گئے تھے کہ ان کے لہجے کی حدت نے ان کی آواز کو کڑک اور بلند کر دیا تھا۔بلوندر اسی طرح خاموشی سے سر جھکائے کھڑا رہا۔

"چلو چھڈ وو ی ہون گل نوں، نہ اناں غصہ کرو، معاف کر دو نے (چلیں چھوڑیں بھی اب اس بات کو، نہ اتنا غصہ کریں، معاف کر دیں انہیں۔)"امن روپ نے ذرا فکرمند ہر کر ان کا بازو تھام لیا۔

"معافی دے لائق نئ (معافی کے قابل نہیں۔)"انہوں نے چلاتے ہوئے اپنا بازو جھٹک کر ان کی گرفت سے آزاد کیا۔ "جیڑی حرکت اناں نے کیتی اے، او معافی دے لائق نئ۔ اناں نوں

Posted On Kitab Nagri

سزا ملے گی۔(جو حرکت انہوں نے کی ہے اس کی معافی نہیں۔انہیں سزا ملے گی۔)"وہ ایک قدم اس کی جانب بڑھے اور دونوں ہاتھ اس کہ پگڑی کی جانب بڑھائے۔ بلوندر نے اس کے ارادے بھانپ کر انہیں روکنا چاہا مگر انہوں نے وہ اتار دی۔اور اسے اتار کر زمین پر پٹخا۔

"توں ایس پگڑی دے قابل نئی،نہ اے پگڑی تیرے تے سج دی اے۔(تم اس پگڑی کے قابل نہیں،اور نہ یہ پگڑی تم پہ سجتی ہے)"بلوندر کے سر پہ پگڑی والی ٹوپی موجود تھی،ٹوپی کے درمیان میں اس کے بالوں کے جوڑے کی وجہ سے چھوٹا سا ستون کھڑا تھا۔"توں ایس کار دے وی قابل نئی۔تسی پنجئی نکل جاؤ اتھوں۔(تم سب اس گھر کے بھی قابل نہیں، نکل جاؤ پانچوں اس گھر سے۔)"انہوں نے اسے کندھے سے دھکا دیا۔ان کے دھکے نے بلوندر کے مضبوط جسم پہ صرف اتنا اثر کیا تھا کہ وہ ایک قدم پیچھے کو پھسلا۔اس نے ان کی بات پہ نگاہیں اٹھائیں۔انہیں دیکھا۔امن روپ بھی گنگ رہ گئیں۔

"بلے!۔۔۔پونڈی!"اس سے پہلے کہ وہ احتجاج کرتا،سفر سنگھ ہانک لگانے لگے۔

"پاپا جی!"اس نے دھیرے سے پکارا۔

"اوئے بلے!"ان کی ہانک مزید بلند ہو گئی۔

"پاپا جی گل تاں سنو۔۔۔(پاپا جی بات تو سنیں۔)"

"بلے!اوئے پونڈی اوئے!"

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"یس سر!" گارڈز کی وردی میں دو آدمی بھاگتے ہوئے اندر آئے۔ سر پہ ہم رنگ پگڑی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"پھڑواناں پنجاں نوں تے کڈو ایس کار چوں، اے ہون ایس کار اچ ہون اودوں ہی آن گے جدوں اناں دادل تے دماغ صاف، ہر قسم دے حسد تے دشمنی توں پاک ہوئے گا۔ کڈواناں نوں بار۔ (پکڑو انہیں اور نکالو میرے گھر سے باہر، اب یہ اس گھر میں تبھی واپس آئیں گے جب ان کا دل اور دماغ دونوں صاف، ہر قسم کے حسد اور دشمنی سے پاک ہوں گے۔ نکالو انہیں باہر۔)"

"نہ کرو جی، اینج نہ کرو۔ (نہ کریں، ایسا نہ کریں۔)" امن روپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ گارڈز آگے بڑھے۔

"جان دے امن روپ! اے تیرے منڈے نئی، قاتل نے۔ (جانے دو امن روپ! یہ تمہارے بیٹے نہیں، قاتل ہیں۔)"

"پاپا جی۔۔۔ پاپا جی اینج نہ کرو۔ (ایسا نہ کریں)"

"پاپا جی۔۔۔ آپاں معافی منگ لینے آں۔ (ہم معافی مانگ لیتے ہیں)"

"پاپا جی ایویں نہ کرو، آپاں معافی منگ لاں گے اشعر توں۔ (پاپا جی ایسے نہ کریں، ہم معافی مانگ لیں گے اشعر سے۔)"

ان پانچوں کی آوازیں ایک ساتھ بلند ہوئی تھیں مگر سفر سنگھ رخ موڑ گئے۔ وہ منتیں کرتے رہے، وہ کان لپیٹے رہے۔ اور اگلے چند ثانیوں میں وہ گارڈز کے ہمراہ گھر سے باہر تھے۔ آخری آواز دروازے کے بند ہونے کی تھی۔ امن روپ کی آنکھیں چھلک گئیں۔

☆☆☆

Posted On Kitab Nagri

"رافی!۔۔۔رافی پلیز سوری رافی، میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر میری مجبوری تھی۔مجھے اور کوئی پلان نہیں ملا۔۔۔"وہ خود کو اس کے قہر سے بچانے کے لیے تیزی سے وضاحتیں دے رہا تھا۔وہ بیڈ پہ کھڑا تھا اور اس کے سامنے نیچے ریفا ہاتھ میں بانس کی چھڑی لیے کھڑی تھی۔درمیان میں بیڈ کی لکڑی سے بنی ٹوہ تھی۔وہ جس جانب اس پہ برسنے کو پاؤں کو حرکت دیتی، اشعر بچاؤ کے لیے اس کے برعکس پاؤں کو حرکت دیتا۔

"ہمم؟ یہاں ڈرامہ دیکھ کر میری جان نکل گئی اور محترم کو اور پلان نہیں ملا"اس نے چھڑی کو حرکت دی مگر وہ پیچھے ہو گیا۔ریفا اس کے "مرنے" والے منصوبے پہ بہت خفا تھی۔وہ اپنے بھائیوں کا دکھ بھول چکی تھی۔اسے اب غصہ تھا صرف اشعر کی ایسی اداکاری پہ۔اشعر بیچارہ اب تک دو لاٹھیاں کھا چکا تھا اور اس کے غصے سے فرار حاصل کرنے کے لیے کسی پناہ گاہ کی تلاش میں تھا۔

"اچھا، دیکھو۔۔۔میں سوری کہہ رہا ہوں ناں۔"

"یہ سوری میرے آنسوؤں کا خمیازہ نہیں بھر سکتا جو میں نے اس وقت بہائے تھے۔"وہ چھڑی دکھاتے ہوئے بولی۔

"تو اب؟"

"تو اب آپ نہیں بچیں گے۔"وہ دائیں جانب کو بڑھی۔اشعر بائیں جانب کو بڑھا۔

"ارے۔۔۔بس کرو میری ماں۔۔۔بس کرو۔"

Posted On Kitab Nagri

"اچھا؟تو اب میں ماں بھی بن گئی۔"اور یہ اشعر کو زور کی چھڑی لگی تھی۔

"آآآ۔۔۔"وہ بڑی طرح کراہا۔

"نہیں۔۔۔مم میرا مطلب تھا۔اب بات کو ختم بھی کرو۔"ذرا جھک کر پنڈلی سہلائی۔

"مطلب بات کو میں نے شروع کیا ہے؟"اور یہ لگی دوسری۔

"آآآ۔۔۔"وہ پھر سے کراہا۔

"نہیں یار میرا مطلب تھا،،، تم بات کو سمجھ نہیں رہی۔"اب کی بار وہ ذرا جھنجھلا کر بولا۔

"مطلب کہ اب میں بات بھی نہیں سمجھتی۔"یہ تیسری مرتبہ اسے چھڑی رسید کی اور پھر زور سے چھڑی کو ایک طرف پٹخ دیا۔اشعر اسی طرح کراہا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے نجانے کیوں ریفا کی آنکھوں کے گوشے بھیگنے لگے۔کراہتے اشعر کی کراہیں اس کی آنکھیں دیکھ کر رک گئیں۔ ریفا نے اس پر سے نظریں ہٹائیں اور پلٹ کر ادھر ہی بیڈ کے کونے پہ بیٹھ گئی۔اشعر نے تھک کر اسے دیکھا پھر اپنی پنڈلی کو جسے وہ ابھی تک سہلا رہا تھا۔ سمجھ میں نہ آیا کہ آنسو صاف کرے یا اپنے۔چند لمحے وہ اسے یونہی دیکھتا رہا۔وہ اسی طرح خاموش بیٹھی رہی۔شاید رو رہی تھی۔اشعر دھیرے سے اس کے قریب آیا اور اسی مبہم سے انداز میں پیچھے سے اس کے کندھے کو چھوا۔

"رافی!"وہ ہلی نہیں۔

اب کی بار اس نے کندھے کو تھپتھپایا۔

Posted On Kitab Nagri

"رافی !" وہ اب بھی نہیں ہلی۔

پھر اشعر اپنی جگہ سے ہوتا ہوا بیڈ سے نیچے اترا اور اس کے سامنے آکر اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ آنسوؤں سے تر تھا اور اشک ابھی بھی روانی سے بہہ رہے تھے۔ اب کی بار اشعر کو واقعی یہ احساس ہوا کہ اس نے بہت غلط کیا ہے۔ وہ آنکھوں میں موہوم سی ندامت لیے اس کے پاس بیٹھ گیا۔ نرمی سے۔۔۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور۔۔۔ رسانیت سے بولا۔

"آئم سوری۔۔۔!!!"

"کیا سوری؟ ہاں کیا سوری؟ کیا آپ نے منصوبہ بناتے ہوئے ایک بار بھی سوچا کہ آپ کے ایسا کرنے سے مجھ پہ کیا گزرے گی؟ ایک لمحے کے لیے بھی سوچا آپ نے کہ اگر اس لمحے آپ کو واقعی کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتی؟ ایک بار بھی خیال آیا آپ کو؟" وہ رو رہی تھی۔ اور روتے ہوئے بے حد خفگی سے کہہ رہی تھی۔

"دیا، راہدل، انکل، آنٹی۔۔۔ سب دوستوں، یہاں تک کہ پولیس کو بھی معلوم تھا یہ منصوبہ۔ ایک مجھ ہی کو بے خبر کیوں رکھا آپ نے؟"

"تمہیں خبر ہو جاتی تو تم ایسا کرنے ہی نہ دیتی۔"

اس نے آنسوؤں سے گندا چہرہ اس کی سمت موڑ کر اسے دیکھا۔ "مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔"

Posted On Kitab Nagri

"رافی!"اس نے نرمی سے پکارا۔ مگر ریفا نے جواب نہیں دیا۔وہ اسے محبت بھری نظروں سے دیکھنے لگا اور پھر کتنی ہی دیر دیکھتا رہا۔ اس کی نگاہوں کی حدت نے اس کے رخساروں کو گلابی ہونے پہ مجبور کر دیا۔ "ویسے یہ تمہارے ناک پر کیا ہوا ہے؟"اب کے اس کی نگاہوں میں محبت کے ساتھ شرارت بھی تھی۔اس کے آنسو لمحے کو رکے مگر وہ کچھ بولی نہیں۔

"ہاں، یہ واقعی کچھ بہت بڑا ہے۔"اس نے ذرا قریب ہو کر دیکھا۔"پمپل؟۔۔۔یہ پمپل ہے۔"

"پمپل؟"وہ اسی لمحے کسی خدشے کے تحت آنسو صاف کر کے اٹھی اور جلدی سے ڈریسنگ کی جانب بڑھی۔اس نے آئینے میں اپنا عکس دیکھا، چہرہ مزید قریب کیا۔

وہاں کچھ نہیں تھا۔پھر اس نے آئینے میں اسا پنے پیچھے کھڑے وجیہہ شخص کو مسکراتے دیکھا۔مزاق؟۔۔۔یعنی وہ ابھی بھی مزاق کر رہا تھا؟

وہ مڑی، زمین پہ گری چھڑی دوبارہ سے اٹھائی۔اور ایک بار پھر اس کے پیچھے لگ گئی۔

اور اگلے ہی لمحے کمرے میں وہ ادھم مچا کہ بیان کی گرفت سے باہر تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

☆☆☆

اب کے وہ مسکرائیں تو میں اکثر پریشان ہو جاتا ہوں

کہ اس کی مسکراہٹ پہ مسکرانے والے مجھے اور بھی ملے ہیں۔

رات یونہی سرک گئی تو صبح ڈھلتے اندھیروں میں فجر کی اذانیں بلند ہوئیں۔ اس کی آنکھ کھلی تو نیم اندھیرا تھا۔اس جہازی سائز بیڈ پہ وہ تنہا لیٹی تھی۔وہاں کوئی نہیں تھا۔وہ مطمئن سی اٹھ کر بیٹھ

Posted On Kitab Nagri

گئی۔بکھرے بالوں کر انگلیوں کی مدد سے سمیٹ کر ڈھیلا سا جوڑا بنایا اور سائیڈ ٹیبل پہ پڑا کیچر اٹھا کر لگایا۔

کھڑکی سے پردہ ہٹا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ نماز پڑھنے گیا ہے۔اس کے چہرے پہ سکون تھا۔وہ سکون جس کے مل جانے کی سب تمنا کرتے ہیں۔زندگی کے حسین لمحات کا سکون،کسی من چاہے کے مل جانے کے سکون،اور محبت کے "م" کو حاصل کر لینے کا سکون!

اس نے پاؤں بیڈ سے نیچے اتارے،کھڑی ہوئی۔اور سست روی سے چلتی کھڑکی کے پاس پہنچی۔باہر صبح کی نیلی نیلی روشنی پھیلی تھی۔جو اس کے پر سکون اندر کر مزید پر سکون کر گئی۔کھلے آسمان تلے چلتی سرد ہواؤں میں نمی تھی۔مارچ کا مہینہ بہار لے آیا تھا۔۔۔زندگی میں بھی اور وادیء ہنزہ میں بھی۔

خالی ٹہنیوں پہ کونپلیں پھوٹنا شروع ہو چکی تھیں۔یہاں سے نظر آتے لان کی پھلواریوں میں کہیں ایک آدھ گلاب کھلا نظر آرہا تھا۔ دور سے نظر آتے درختوں پہ اب سبز پتے نکلنے کو بے تاب تھے۔یہاں کھڑکی سے نظر آنے والا ہنزہ کا منظر بہت تسکین بخش تھا۔ریفا نے کھڑکی کا ایک پٹ کھولا اور اسی پل ایک ہوا کا جھونکا اسے تازہ دم کر گیا۔

"اشعر کیسے ہر صبح اس منظر سے لطف اٹھاتا ہو گا۔" اس نے ہنزہ کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

کچھ دیر وہ یونہی کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔

آہٹ پہ وہ چونکی۔اشعر کمرے میں داخل ہوا تھا۔اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

Posted On Kitab Nagri

"اٹھ گئیں تم؟"

"ہمم۔۔۔"وہ بھی مسکرائی۔

"پھر کیسا لگا میرا ہنزہ؟" آہستہ سے چلتا وہ اس کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

"یہ تو آپ بتائیں۔ اب کیسا لگ رہا ہے ہنزہ؟"اشعر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس کا اشارہ اپنے "اس کی زندگی میں آنے کے بعد" کے ہنزہ کی طرف تھا۔

"بہت خوبصورت۔"اس ایک لفظ میں ہر شریں لفظ کی مٹھاس شامل تھی۔ ریفا کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اچھا۔ میں تو ابھی یونی جا رہا ہوں۔ تم کیا کرو گی گھر؟"

"یونی؟ آپ آج یونی کیوں جا رہے ہیں؟ ابھی تو نئی نئی شادی ہوئی ہے ہماری۔"

"میں جلدی آ جاؤں گا۔ مجھے اچانک ایک کام کے لیے جانا پڑ گیا ہے۔"

"اچھا؟ کام؟ ابھی تک تو صرف میرے لیے جایا کرتے تھے۔"ریفا نے مسکراہٹ دبائی۔

"وہم کا کوئی علاج نہیں۔"اشعر نے شانے اچکا دیے۔

"جھوٹ کا بھی کوئی علاج نہیں۔"اس نے بھی اسی کے انداز میں شانے اچکائے۔ وہ مسکرا دیا۔

"خیر! میں بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔"

Posted On Kitab Nagri

کچھ دیر بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا برش سے بال درست کر رہا تھا۔جب وہ واش روم سے باہر آئی، تولیے سے گیلے بالوں کو رگڑتی۔دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ نہائی ہو۔اشعر نے ایک نظر اسے دیکھا۔جینز کے اوپر سبز اور سفید رنگ کے باہمی امتزاج کا چیک کا کرتا تھا۔

اگلی چند ساعتوں میں وہ دونوں مکمل طور پر ریڈی ہو کر نیچے آ گئے۔خلافِ معمول آج فرح بیگم اور سیٹھ ارسل بیدار نہیں ہوئے تھے۔فقط ہر سمت نوکروں کی چہل پہل جاری تھی۔دونوں نے ہلکی پھلکی بات چیت کے ساتھ ناشتہ کیا۔

پھر جب وہ گاڑی میں بیٹھے تو دونوں کے چہروں پہ مسرت تھی۔

اشعر نے کار اسٹارٹ کر کے سڑک پہ ڈال دی جبکہ ریفا آتے جاتے خوبصورت مناظر دریافت کرنے لگی۔

"کتنا خوبصورت ہے ہنزہ، آپ تو اسے روز دیکھتے ہیں۔پھر کیا خیال آتا ہے ایسے خوبصورت مناظر روز دیکھ کر۔" وہ گلاونڈو سے باہر دیکھتی اشتیاق بھرے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"یہی کہ اللہ کی بنائی چیز ظاہر ہنزہ جیسی نہ ہو، باطن میں ہنزہ سے بھی بڑھ کر خوبصورت ہوتی ہے۔

اور وہ ایک دم سے ٹھہر گئی۔

Posted On Kitab Nagri

"اللہ؟ یہ کون تھا؟ وہی جس نے ریفا کی دعا قبول کی تھی؟ اس کے اٹھے ہاتھوں کی لاج رکھی تھی؟ اس کے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کیا تھا؟ ہاں۔۔۔ یہ وہی تھا۔ جس نے ایک ایسی لڑکی کو تھاما تھا جس سے اس کا کوئی واسطہ نہ تھا۔

اسے یاد آیا۔ اور وہ بہت دیر تک ٹھہری رہی۔ ایسا بھی تو ہوسکتا ہے کہ دعا بابا گرو نے ہی قبول کی ہو۔ ہنزہ پہ نگاہیں ٹکائے اس نے سوچا۔ نہیں، اگر بابا گرو کرتے تو تب کرتے جب میں نے اتنے روز پہلے مانگی تھی، تب ہی کیوں جب میں نے اشعر کے خدا کو پکارا؟ کیا اشعر کا خدا واقعی ایک مہربان خدا ہے؟ میرے خدا سے بھی؟

اس نے گاڑی کے اندر دیکھا اور پھر سوچتی نگاہیں اشعر پہ جمالیں۔ وہ خاموشی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

"اشعر!"

"ہوں؟"

"ایک بات پوچھوں؟"

"کل رات مجھے بات کرنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا اور اب کچھ پوچھنے کے لیے اجازت طلب کر رہی ہو؟ تم خواتین کو بھی صرف خواتین ہی سمجھ سکتی ہیں۔" ریفا نے دیکھا کہ وہ مسکرا رہا ہے۔

"میں سیریس ہوں اشعر!" وہ واقعی سنجیدہ تھی۔

"اوکے، پوچھو۔"

Posted On Kitab Nagri

"کیوں۔۔؟" اس نے پرسوچ سے انداز میں بات کا آغاز کیا اور ساتھ ہی اشعر کا قہقہہ سنائی دیا۔ گردن موڑ کر اس نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"کیوں؟ بہت اچھا سوال ہے۔ چلو۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔۔۔'ہر'۔۔۔ہاہاہا" ایک اور قہقہہ۔ وہ قطعی اس کی بات کو سنجیدہ لینے کے موڈ میں نہ لگتا تھا۔

"میرا سوال ابھی مکمل نہیں ہوا۔" وہی سنجیدگی۔ اشعر نے اپنی ہنسی کو روکا۔ بمشکل سنجیدہ ہوا۔

"کہو، میں سن رہا ہوں۔"

"کیوں آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ایک حقیقی خدا ہے؟"

وہ اس کے ایسے غیر متوقع سوال پہ چونکا۔ لمحے کے لیے سمجھ نہ پایا کہ وہ یوں اچانک ایسا کیوں پوچھ رہی ہے۔

"تم کیا سننا چاہتی ہو؟ دیکھو، ارد گرد یہ سب اس کے خدا ہونے کا ثبوت ہی تو ہے۔" ہنزہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ ابھی تک اس کے سوال پہ متعجب تھا اس لیے کوئی تسکین بخش جواب نہ دے سکا۔

"یہ اللہ کے خدا ہونے کا ثبوت ہونے کا نہیں ہے، یہ کسی بھی خدا کی خدائی کا ثبوت ہے۔"

"میں سمجھ نہیں پا رہا رافی! تم آخر پوچھنا کیا چاہ رہی ہو؟"

"یہی کہ اشعر کیا آپ ہنڈرڈ پرسنٹ شیور ہیں کہ اللہ ہی ایک حقیقی خدا ہے؟"

"بالکل!"

Posted On Kitab Nagri

"کیسے ؟"

اشعر نے گہرا سانس لے کر گاڑی کی اسپیڈ آہستہ کر دی۔فٹ پاتھ پر بورڈ لگا تھا کہ "گاڑی کی رفتار آہستہ کریں"

"کیونکہ ریفا خدا ایک ہوتا ہے۔ہندوؤں کے خداؤں کی طرح اگر ہزاروں خدا ہوں گے تو انسان دعا مانگے گا نہ خدا قبول کرے گا۔ایک عمران ہزاروں خداؤں کے نام یاد کرنے میں گزر جائے گی۔"

"یہ کوئی کوئی جواز نہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ہزاروں خدا ہی دنیا چلا رہے ہوں۔آخر دنیا کا احاطہ صرف ایک خدا تو نہیں کر سکتا۔پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا نہیں۔"

اشعر نے ایک نظر اسے دیکھا۔

"کیا ہم بحث کرنے کی سمت جا رہے ہیں؟"

ریفا نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"نہیں۔ہم نظریات کو درست کرنے کی سمت جا رہے ہیں۔" اشعر اس کی بات پہ مسکرا دیا بہت ہلکا سا۔کیوں؟ یہ ریفا نہیں جان سکی۔

"بہت کامن سینس کی بات ہے، جو بت اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے وہ دنیا کیسے چلائیں گے؟ ابھی اگر وہ بت کیچڑ میں گر جائے تو وہ کسی کے اٹھانے اور پھر اسے صاف کرنے کا محتاج ہے۔" نظریں دوبارہ سڑک کی جانب موڑ لیں۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ بت خدا نہیں ہیں، بتوں کی شکل خدا جیسی بنائی گئی ہے۔"

"اور خدا آخر دیکھا کس نے تھا کہ مورت بنالی؟"

"دیکھی ہوگی کسی انسان نے۔"

"ایک انسان ایک خدا دیکھ سکتا ہے، یا ایک خدا میں ہزاروں روپ۔ ہزاروں روپ میں خدا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اور پھر ان کی مورت؟ ناممکن۔" اس کے جواب پہ ریفا پل بھر کے لیے خاموش ہوگئی۔ ہندوؤں کا ہی ایک عقیدہ ہے جب ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کی چتا جلا کر پہلے خاک بنائی جاتی ہے پھر اسے گنگا جل میں بہایا جاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خاک ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ زندہ نہیں ہوگا اور نہ اس سے کوئی حساب لیا جائے گا۔ اس کے اعمال کا معاملہ یہیں ختم ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو بتاؤ یہ نرک یعنی جہنم اور سورگ یعنی جنت کا لفظ زندگی میں کیوں استعمال کرتے ہیں۔ جب یہ تو ہیں ہی دوسری بار زندہ ہونے کے دو گھر جو اعمال کے حساب کے بعد ملتے ہیں۔" اشعر اپنی مخصوص ٹون میں آچکا تھا جو بہت سے لوگوں کو متاثر کرنے کا باعث تھی۔ ریفا لاجواب ہوگئی۔

" کبھی یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں سب سے پہلے شری رام رہتے تھے انسانی شکل میں اور کبھی یہ کہتے ہیں بابا آدم سب سے پہلے انسان تھے۔ پردہ ان کے دین میں بھی فرض ہے مگر پردہ کرنے والی خاتون کو دیکھ

Posted On Kitab Nagri

کر یہ مسلمان کہہ دیتے ہیں۔یعنی کہ ان کے عقائد مشکوک ہیں۔ان کے عقائد میں بھی کہیں اسلام کی کوئی جھلک واضح ہے۔"

اس نے رک کر سانس لیا اور پھر بولا۔

"ایک بھگوان نام کے سیاہ پتھر پہ ہزاروں لیٹروں دودھ بہایا جاتا ہے تہوار کے دن، جو اس پتھر سے بہہ کر گندھے نالوں میں جارہا ہوتا ہے اور پاس کی کسی گلی میں غریب دووقت کی روٹی کو ترستا ہے۔دودھ تو ایک نعمت ہے ناں ہر مذہب کے لیے، پھر کون خدا کسی نعمت کو نالوں میں بہانے کے کہتا ہے یا کون خدا کہتا ہے کہ میرے بندوں کو بھوکا رہنے دو اور مجھ پر ہزاروں لیٹروں دودھ بہاؤ؟" وہ اسی طرح لاجواب سی اسے دیکھ رہی تھی۔چند لمحات کے لیے وہ کچھ بول نہ سکی مگر اس کی خاموشی بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔وہ اسی طرح لاجواب سی اسے دیکھ رہی تھی۔چند لمحات کے لیے وہ کچھ بول نہ سکی مگر اس کی خاموشی بھی زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔

"ٹھیک ہے یہ تو ہندو تھے جن کے ہزاروں خدا تھے اور بت کی صورت تھے۔واہے گرو کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ تو تھے بھی انسانی شکل میں اور تھے بھی ایک۔"

ایسا نظر آتا تھا جیسے وہ اس کی باتوں سے مطمئن ہو۔سو اس نے مزید پوچھا۔اب کی بار اشعر کے لبوں پہ استہزاء بھری مسکراہٹ آگئی۔

Posted On Kitab Nagri

"رافی میرے کہنے کا مطلب یہ ضرور تھا کہ خدا مورت نہیں ہوتے مگر اس کا مطلب ہر گز بھی یہ نہیں تھا کہ وہ انسانی شکل میں ہوتے ہیں۔ تم جس کی بات کر رہی ہو وہ خدا نہیں صرف ایک انسان تھا جس کا نام بدل کر گرونانک رکھا گیا تھا۔ جب وہ اس دنیا میں رہتے تھے تو وہ خود ایک خدا کے محتاج تھے۔ اب وہ مر چکے ہیں اور انہیں صرف دعائے مغفرت کی ضرورت ہے۔" وہ ابھی تک ہتک آمیز سی مسکراہٹ لیے ہوئے تھا۔ ریفا کو اس کی بات کا برا نہیں لگا تھا۔ کیوں؟ وہ نہیں سمجھ سکی مگر پھر اس نے ایک سکھ ہونے کی خاطر اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"وہ خدا تھے اشعر!"

"یعنی کہ "تھے"۔" اشعر کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔ "اب نہیں ہیں۔" وہ چپ چاپ سی اسے دیکھے گئی۔

"مختصر اور سادہ سی بات ہے رافی! خدا خود کبھی دنیا میں آیا ہے نہ آئے گا۔ اس نے جب دنیا بنائی تھی تو ہر چیز کے دو پہلو اور دو اختیار دیے تھے۔ پہلو یہ کہ منفی یا مثبت، اختیار یہ کہ وہ انسان منفی پہلو کو اپناتا ہے یا مثبت۔ پھر اس نے منفی اور مثبت کا حقیقی تصور بتانے کے لیے اپنے بہت نیک بندوں کو دنیا میں بھیجا جنہیں ہماری مسلمانوں کی زبان میں "انبیاء" کہا جاتا ہے۔ وہ انبیاء بھی صرف منفی اور مثبت میں فرق بتا کر انسانوں کو مثبت کی سمت آنے کی تلقین کرتے تھے۔ خود خدا وہ بھی نہیں تھے اور نہ خدا کی مرضی کے بنا کچھ کرتے تھے۔ اگر خدا آج خود دنیا میں آجاتا تو دنیا اسے پہچان کر اسی

Posted On Kitab Nagri

ایک خدا کی پیروی کرتی، یوں فرقوں میں تقسیم نہ ہوتی۔ بالکل ایسے ہی اگر بابا گرو خدا بن کر دنیا میں آتے تو دنیا انہیں پہچاننے میں دیر نہ کرتی اور نہ ان کے سوا کسی کی پیروی کا تصور باقی رہتا۔ ہم اور ہماری اگلی تمام نسلیں سکھ ہوتیں مگر تب منفی شے کو اپنانے کا کوئی جواز نہ رہتا۔ اسی لیے خدا نے فقط انسان کو عقل و فہم کے ساتھ اختیار دیے کہ انسان خود تحقیق کرے کہ خدا کون ہے، نہ کہ آباؤاجداد کے وراثی مذہب پہ چل دے۔"

دھیمے رسان بھرے لہجے میں بات کرتا وہ ریفا کو بہت پیارا لگا۔ اس کی آوازوں اور ہر لفظ میں ایک ایسا مؤثر فسوں تھا کہ اس کے اثر سے بچنا شاید ہی ممکن ہو۔ وہ غلط تو نہیں کہہ رہا تھا۔ اس کی بات میں کچھ بھی غلط نہیں تھا۔

ہمم۔۔۔ اگر وہ واقعی واہے گرو خدا ہوتے تو آج سب سکھ ہوتے۔ اس نے ذہن میں تسلیم کر لیا۔ شبہ اسے پہلے بھی تھا مگر آج یقین سا آگیا تھا کہ واہے گرو خدا نہیں۔ مگر۔۔۔ اب اس کے ذہن میں نئے سوالات جنم۔ لینے لگے۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"مگر اشعر! اگر اللہ ہی خدا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا؟ جب وہ نظر نہیں آتا تو کوئی کیسے قبول کرے کہ وہ خدا ہے؟ اللہ کی تو کسی بھی مذہب میں کوئی ویلیو ہی نہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں۔ پھر وہ وجود کیسے رکھتا ہے؟"

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ریفا کے لفظ "ویلیو نہیں" کو ضبط کرنا اشعر کو قدرے گراں گزرا مگر وہ ضبط کر گیا۔ اس نے گہرا سانس لیا۔ پھر اسی سنجیدگی سے بولا۔

"خدا کی حقیقت یہی ہے کہ وہ کسی کو نظر نہ آئے۔ تم خود سوچو ریفا کہ ایک سورج جو ہمارے سامنے ہے اور ہم اس کی روشنی کی وجہ سے اس کی سمت نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے، کیسے ممکن

Posted On Kitab Nagri

ہے کہ ہم سورج بنانے والے کو دیکھ لیں۔ جس نے سورج کو اتنی روشنی دی ہے وہ خود اس سے کس قدر بڑھ کر نور رکھتا ہو گا۔ اور جب ہم اتنی سکت ہی نہیں رکھتے تو یہ شکوہ کیسا کہ خدا نظر نہیں آتا؟"

گاڑی اسی طرح ہنزہ کے پہاڑی راستوں پہ دوڑ رہی تھی اور وہ دونوں بھول چکے تھے کہ وہ ہنزہ کے بلند پہاڑوں سے ہوتے ہوئے جا رہے ہیں البتہ اشعر کی نگاہیں سامنے راستے پر ہی منجمد تھیں۔

"اور یہ سوال کیوں کہ نظر کیوں نہیں آتا؟ خدا نظر نہ آتا تو دنیا نہ بناتا۔"

"مطلب؟" اس نے بھنویں سکیڑیں۔ "خدا کے نظر نہ آنے کا دنیا بنانے سے کیا تعلق؟"

وہ ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"خدا نے دنیا بنائی تھی اپنی عبادت کے لیے نیکی اور گناہ پر انسانی اختیار دیکھنے کے لیے۔ پھر وہ خدا ہی کیا جسے آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بھی لوگ گناہ کریں؟ یعنی کہ باقی رہی نیکی تو وہ انسان ہی کیا جو گناہ کا ارتکاب نہ کرتے ہوئے صرف نیکی پہ فوقیت دے؟ یعنی ٹھہرے سارے پارسا تو وہ دنیا ہی کیا جس میں صرف پارسا رہتے ہوں؟"

اور ایک بار پھر وہ لاجواب ہو گئی تھی۔ اب کی بار اس کا بند ھا ذہن اچھی طرح سے کھلا تھا۔

اشعر کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی۔ وہ اسی طرح مدھم سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"رہی بات اللہ کی کوئی ویلیو نہیں اور وہ وجود کیسے رکھتا ہے تو سنو۔۔۔ یہ صرف دنیا کے سمجھنے کی بات ہے کہ اللہ کی کوئی ویلیو نہیں۔ اور اس انسانی نقطہ ء نظر میں جس کی کوئی ویلیو نہیں حقیقیت میں ایک

Posted On Kitab Nagri

مخصوص دنیا کا نظام اسی سے چلتا ہے۔ جیسے سائنس کی دنیا کا نظام ایک "زیرو" سو چل رہا ہے۔ زیرو کیا ہے ؟ کچھ بھی تو نہیں۔ اس کی کوئی ویلیو ہی نہیں مگر وہ وجود اس طرح سے رکھتا ہے کہ اس کے بغیر بہت سی چیزوں کا کوئی وجود نہیں۔ دنیا اسی کی ہے جس کے پاس نوٹ بھی زیادہ زیرو والے ہیں۔ زیرو نہیں تو پوری گنتی نہیں۔ اگر گنتی نہیں تو ریاضی کا کوئی وجود نہیں اور اگر ریاضی نہیں تو یہ کیمسٹری، فزکس، کمپیوٹر اور سٹیٹ کا بھی کوئی وجود نہیں۔ سو جب یہ چاروں نہیں ہونگیں تو دنیا میں ہر لمحی بڑھتی ترقی اور ٹیکنالوجی کا کوئی وجود نہیں اور اگر یہ دونوں نہیں تو سمجھ لو کہ دنیا گویا نو تعمیر شدہ ہے جو نہ ہونے کے مترادف ہے۔ سائنس اور پڑھے لکھے لوگوں کی دنیا کا سارا نظام ایک زیرو چلا رہا ہے جبکہ کمپیوٹر جس کا آج کے دور میں سب سے زیادہ اسکوپ ہے، اس کی ساری پروگرامنگ مشتمل ہی زیرو، ون اور ٹو پر ہے۔ اور کہنے کو زیرو کیا ہے ؟" اس نے استہزایہ سے انداز میں مسکرا کر سر جھٹکا۔ "کچھ بھی تو نہیں۔ اس کی کوئی ویلیو نہیں۔ اب جس کی کوئی ویلیو نہیں اس کی اتنی ویلیو ہے تو خدا کی حقیقی ویلیو اور پاور کا اندازہ تمہیں ہو جانا چاہیے۔۔۔ مزید کوئی سوال ؟"

کیا اب بھی سوال کی کوئی گنجائش باقی رہی تھی ؟

ریفا نے چہرے کا رخ گلاس ونڈو کی جانب موڑ لیا اور باہر دوڑتے جھاڑی نما درخت دیکھنے لگی۔ ساری گرہیں کھل گئی تھیں۔ اور جیسے ساری الجھنیں سلجھ گئی تھیں مگر۔۔۔ دل کہتا تھا کہ اسے اتنی جلدی یہ سب تسلیم نہیں کرنا۔ اسے پہلے پہل یہ لگا تھا کہ اشعر بھی صرف نسلی مسلمان ہے۔ ایسا مسلمان

Posted On Kitab Nagri

جو صرف والدین کے مسلمان ہونے پہ خود کو مسلمان کہتا ہو مگر اسے اب معلوم ہوا تھا کہ یقیناً اس نے بھی عقل و فہم کی گہرائی میں اتر کر اسلام کا راستہ اختیار کیا تھا۔اسے اسکے سوالوں کے جواب مل گئے تھے سو وہ چپ ہو گئی۔وہ شاید کچھ سوچ رہی تھی اسی پہلو پہ۔

"ہم یونی کب پہنچیں گے؟" چند لمحے بعد اس نے اکتا کر پوچھا۔اب تو ہنزہ کو دیکھنے کا بھی دل نہیں تھا اس کا۔اتنی واضح دلائل نے اس کے ذہن کو تاسف میں ڈال دیا تھا۔۔۔ہاں اسے اپنے مذہب کے متعلق شبہات کے سچ ہو جانے کا دکھ تھا۔

"بس کچھ ہی دیر میں۔"اس نے گردن دوبارہ گلاس ونڈو کی جانب موڑ لی۔

"اچھا سنو!"وہ دھیرے سے بولا۔

"ہوں؟"وہ اسی طرح باہر دیکھتی رہی۔

"کیا آج ہم کینڈل لائٹ لنچ کریں؟"

"کینڈل لائٹ لنچ؟"بلآخر اس نے چہرے کا رخ موڑ کر اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"ہمم۔۔۔کینڈل لائٹ لنچ۔"وہ مسکرا رہا تھا۔

"اور وہ کیسے ہو گا؟"

"وہ پوری اس کی جانب متوجہ ہوئی۔

Posted On Kitab Nagri

"وہ اس طرح سے کہ ہم لنچ میں کینڈل لائٹز کا اہتمام کریں گے۔ پھر ہوا آئے گی اور وہ کینڈلز بجھ جائیں گے۔"

"اس کے بعد؟"

"اس کے بعد ہم لنچ کر لیں گے۔"

اُفف۔۔۔ ریفانے آنکھیں گھمائیں۔ اتنی فضول بات کی توقع نہ تھی اسے اشعر سے اور اشعر تھا کہ الٹا ہنسنے لگا۔

"اشعر اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے؟" وہ زچ ہوئی تو اشعر نے ہنسی مزید بلند کر دی۔ اور اگلے ہی لمحے اس کی ہنسی اور کار دونوں کو بریک لگی۔ کار ایک جھٹکے سے رکی اور وہ دونوں جھٹکا کھا کر سنبھلے۔

"اشعر۔۔۔ یہ کیا تھا؟" اس نے سنبھل کر اسے دیکھا۔ وہ استعجاب سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

"رافی! وہ۔۔۔ وہ تمہارے بھائی۔۔۔"

حیرت تھی کہ تعجب، وہ صرف اتنا بول سکا۔ ریفا نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر اس کی اپنی کیفیت اشعر جیسی ہو گئی۔ اس پہاڑی سڑک کے ایک طرف لگے سفید پتھر پہ وہ پانچوں بیٹھے تھے۔ چار کے سر پہ پگڑی تھی اور ایک کے سر پہ پگڑی والی ٹوپی موجود تھی۔ وہ یوں سر جھکائے بیٹھے تھے جیسے ندامت میں گرے ہوں۔ ریفا نے بغور دیکھا، وہ اس کے بھائی ہی تھے۔ اشعر نے جلدی سے کار کا دروازہ کھولا۔

Posted On Kitab Nagri

"رکو، میں دیکھتا ہوں۔"

"ایک منٹ اشعر۔" اس نے اسکا بازو تھاما۔ "آپ کہیں نہیں جائیں گے۔"

"رافی مجھے دیکھنے دو، وہ یہاں ایسے کیوں بیٹھے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔"

اشعر نے پھر دروازے کی جانب بڑھنا چاہا مگر ریفا نے گرفت مضبوط کرلی۔

"کہاناں کہ آپ نہیں جائیں گے۔" اشعر نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔ یہ اسے کیا ہو گیا تھا؟

"رافی وہ۔۔۔"

"وہ گھر سے نکالے جاچکے۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتا اس نے بات کاٹ دی۔ جواب میں وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ کے رہ گیا۔

"کیا؟"

"جی! پاپا جی نے انہیں گھر سے نکال دیا ہے۔ ممی نے کل رات کو ہی بتا دیا تھا مجھے۔" وہ بہت پرسکون سے انداز میں بتا رہی تھی اور اشعر کو اس کا پرسکون انداز حیرت میں ڈال رہا تھا۔ اتنی بڑی بات وہ اتنے آرام سے بتا رہی تھی۔ اسے تو فکرمند ہونا چاہیے تھا، مگر دکھ، تکلیف یا پریشانی کا کوئی بھی تاثر اس کے چہرے سے نمایاں نہیں تھا۔

"اور تم مجھے اب بتا رہی ہو؟ رکو میں انہیں دیکھتا ہوں۔ میں انہیں ہمارے گھر لے جاتا ہوں۔"

Posted On Kitab Nagri

"اشعر!" اس نے گھورا۔وہ ہمارے گھر نہیں جائیں گے۔وہ یہی جگہ ڈیزرو کرتے ہیں وہ یہیں رہیں گے۔" ایک دم سے اسے طیش چڑھ آیا۔

کل رات کو ہی انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی ہے اور آپ انہیں گھر لے جانے کا کہہ رہے ہیں؟ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ہم سکون سے رہیں؟" اسے اشعر کی دماغی حالت پہ شبہ ہوا۔اشعر نے اس کی پوری بات سننے کے بعد سمجھانے کی خاطر اس کا ہاتھ نرمی سے تھاما۔

"رافی! اس بات کو اتنا سر پر سوار نہ کرو۔بھول جاؤ اسے۔ہم انہیں ان کے کیے کی سزا دے چکے ہیں۔ساری دنیا کے سامنے قاتل ٹھہرایا جانا کوئی چھوٹی سزا نہیں ہوتی۔پھر اس کے بعد وہ ہماری وجہ سے اپنے گھر سے نکال دیے گئے، کیا یہ کافی نہیں ہے؟ میں مزید انہیں دربدر ہونے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا۔"

"اشعر وہ ان کی سزا تھی اور وہ سزا کے بعد بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے۔آپ کو نقصان پہنچانا ان کی فطرت بن چکا ہے اور فطرت تبدیل نہیں ہوتی۔"

"وہ کچھ نہیں کریں گے 'رافی۔" اس کے ہاتھ کو نرمی سے دبایا۔

"وہ بہت کچھ کریں گے اشعر اور اب کی بار وہ سب کریں گے جو ہمارے وہم و گمان سے بہت دور ہو گا۔وہ میرے بھائی ہیں، میں انہیں بہتر جانتی ہوں۔"

Posted On Kitab Nagri

اشعر اس کی آخری بات پہ خاموش ہو گیا۔خاموش نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔وہ نہ خفا تھیں اور نہ ان میں غصہ تھا،وہ صرف خاموش تھیں۔ریفا کو یکلخت احساس ہوا کہ اس نے کچھ غلط تو نہیں کہہ دیا۔وہ جلدی سے بولا۔

"اشعر میں آپ کو ان کے پاس نہیں جانے دوں گی یہ۔۔۔یہ آپ کے لیے ٹھیک نہیں ہو گا۔آپ ان کی غلطی کو فراموش مت کریں۔"

"رافی کوئی کتنی بھی بڑی غلطی کر لے،چاہے کچھ بھی کر لے۔ہمارے اسلام میں صرف در گزر اور بھلائی کا حکم دیا گیا ہے۔ہم انسان ہیں اور ہم انسانوں کی غلطیوں کو ہمیشہ کے لیے یاد رکھ کر انہیں سزا دینا چاہتے ہیں۔مگر ہم یہ بھول چکے ہیں کہ جزاء اور سزا کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک خدا اوپر بھی بیٹھا ہے۔تم میرے مذہب کی نہیں تھی رافی مگر مجھے تم سے یہی امید ہے کہ تم میرے مذہبی معاملات میں میرے ساتھ کھڑی رہو گی،میرے بنائے اصولوں کو ٹوٹنے نہیں دو گی۔تو کیا تم میری امید کو توڑ دو گی؟۔"وہ اب بھی خفا نہیں تھا نہ اس کے انداز میں غصہ تھا۔اس کے لہجے میں صرف امید تھی اور اس کا یہ پر امید لہجہ ریفا کو اس کے موقف سے ہٹ جانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے ایک پل کے لیے اسے دیکھا،وہ بھی برابر اسے دیکھ رہا تھا۔لحظہ گزرا اور پھر وہ رخ موڑ گئی۔اشعر نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

☆☆☆

میں کھڑا رہوں گا ایک طرف، گر تجھ کو سنبھلتے دیکھا بھی

Posted On Kitab Nagri

کہ تیرا تھام کر ہاتھ اٹھانے والے مجھے اور بھی ملے ہیں۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ خاموش سینے پہ ہاتھ باندھے کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔وہ آدھے راستے سے ہی واپس آگئے تھے،یونی جانے کا پراگرام کینسل کر دیا گیا۔اشعر پانچوں کو اپنے ہمراہ گھر لے آیا اور ریفا اس بات سے بالکل بھی خوش نظر نہ آتی تھی۔

اس نے ان پانچوں کی طرف دیکھنا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا۔گھر پہنچنے پر سیٹھ ارسل اور فرح نے اظہارِ اعتراض کیا مگر پھر اشعر نے ان سے اکیلے میں نجانے کیا کہا کہ وہ استقبال کرنے پہ تو نہیں مگر انہیں بادل نخواستہ اس گھر میں جگہ دینے کے لیے راضی ہو گئے۔ریفا خفا سی اوپر آگئی تھی اور تب سے اب تک وہیں برف بنی کھڑی تھی۔بلاآخر ان پانچوں کو اشعر کے ساتھ والا کمرہ دیا گیا جو پہلے ابراہیم کو دیا گیا تھا۔

"تم ناراض ہو؟"اس کے قریب پہنچ کر وہ آہستہ سے بولا؟اس نے جواب نہیں دیا۔بس خاموش سی کھڑکی سے باہر دیکھتی رہی۔اشعر نے تھکی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے گہرا سانس لیا۔

"رافی!کیا تم بھول چکی ہو کہ وہ تمہارے بھائی ہیں؟"

"نہیں۔۔۔"وہ ایک دم اس کی جانب پلٹی۔"میں کچھ نہیں بھولی۔مجھے یاد ہے کہ وہ میرے بھائی ہیں اور یہ بھی یاد ہے کہ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا کیا تھا۔"

"وہ باتیں اب پرانی ہو چکی ہیں۔"

Posted On Kitab Nagri

"اور باتیں جتنی پرانی ہو جاتی ہیں، انہیں بھلانا اتنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ ان سب نے ایک بار بھی یہ سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ ان کی بہن جس شخص سے محبت کرتی ہے وہ اسی کی جان کے جان کے پیاسے بنے ہیں۔" ان دونوں کی پشت دروازے کی جانب تھی اور کھلے دروازے سے وہ پانچوں بآسانی انہیں دیکھ سکتے تھے۔

اشعر ہر بار کی طرح خاموش ہو گیا۔ وہ بھی خاموش ہوئی۔ سینے پہ ہاتھ باندھ کر ایک بار پھر باہر دیکھنے لگی۔ وہاں دن کی روشنی مدھم پڑ چکی تھی۔

"رافی۔۔۔ ادھر آؤ، ادھر دیکھو۔" چند لمحے خاموشی سے گزرے تو اشعر ایک قدم آگے بڑھا اور اسے دونوں بازوؤں سے تھام لیا۔ ریفا اس کے یوں تھامنے پر بے اختیار اسے دیکھنے لگی۔

بلوندر ان کو قریب دیکھ کر بمشکل ضبط کر گیا۔ سارے راستے وہ اس کے سامنے نادم اور مظلوم بننے کی اداکاری کرتا رہا تھا مگر۔۔۔ اندر کا شر ابھی بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

"انہوں نے جو تمہارے ساتھ کیا اور جو میرے ساتھ کیا میں اسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ میں انہیں یہاں لایا صرف ایک نیکی کی خاطر۔ تم یقین کرو۔ اب کی باران کی وجہ سے ہم پر کوئی آفت نہیں آئے گی، نہ ان کی موجودگی ہماری محبت میں کوئی کمی لائے گی۔ یہ میں کہہ رہا ہوں۔" اپنے ہر لفظ پر زور دیا۔ ریفا اسی طرح خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کے بعد وہ کچھ نہیں بولا ریفا دو پل اسے یونہی دیکھتی رہی۔ بلوندرا اور وہ چاروں ان کی مدھم آوازیں نہیں سن سکتے تھے اور بلوندر سے ان

Posted On Kitab Nagri

کی قربت ضبط نہیں ہو رہی تھی۔ ریفا نے تھک کر نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹا کر دوسری جانب موڑ لیں۔

"جواب نہیں دو گی؟"

"اٹس اوکے۔"

"ابھی بھی ناراض ہو؟"

"نہیں۔" وہ سنجیدہ تھی۔ اشعر اس کے نروٹھے پہ مسکرایا۔ تھامے گئے بازوؤں سے اسے تھوڑا مزید قریب کیا اور پھر۔۔۔

اس کی پیشانی پہ بوسہ دے دیا۔ ریفا نے اس غیر متوقع سے لمس کو بھی آنکھیں بند کر کے مجذوب کیا اور اسی لمحے بلوندر نے آنکھیں میچ لیں۔ اور اگلے ہی لمحے وہ طیش کے عالم میں وہاں سے چلا گیا۔ باقی چاروں نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا۔ پھر گردنیں موڑ کر ان دونوں کو اور پھر اس کے پیچھے چلے گئے۔

نہ چاہتے ہوئے بھی ریفا اپنی مسکراہٹ کو دبا نہ سکی۔

"بہت برے ہیں آپ۔" اس کے "بہت" میں شدت تھی۔ اسی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ جملہ میری موت پہ تبدیل نہ کر دینا۔" اس جملے کا مقصد صرف اور صرف اسے چھیڑنا تھا۔ ریفا نے پہلے اسے گھورا، پھر لب بھینچے اور پھر اس پہ وار کرنے کے لیے ادھر ادھر ہتھیار تلاش کیا۔

اشعر نے جلدی سے وہاں سے بھاگنا چاہا اور اس کے قدم بھی دروازے کی جانب بڑھا دیے۔ ریفا جلدی سے بیڈ کی طرف گئی اور اس پہ پڑا موٹا سا تکیہ تھاما۔ اور وقت کی قلت کو مد نظر رکھتے ہوئے برق رفتاری اور پوری قوت سے اس پہ اٹیک کیا۔ اشعر میدانِ جنگ سے فرار ہونے کی کوشش میں تھا، عین وقت پہ ناکام ہو گیا اور بیوی کی جانب سے اڑتا ہوا تکیہ اس کی پشت پہ آ لگا۔ وہ تکیہ صرف دیکھنے میں ہی وزنی نہیں تھا۔ اشعر کو لگا تو یاں جیسے کسی نے زور کا دھکا دیا ہو اور وہ زور سے لگنے والے دھکے سے باہر کو دھکیلا گیا۔

کچھ بھاگتے قدم تھے کہ اچانک رک نہ سکے اور کچھ تکیے کی عنایت کہ وہ بری طرح سیٹھ ارسل سے ٹکرایا جو یقیناً اس کے کمرے کے پاس سے گزر رہے تھے۔

"سوری ابا جان! وہ میں نے دیکھا نہیں آپ کو۔" اگلے ہی لمحے وہ سنبھل گیا۔

سیٹھ ارسل نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اس کے قدموں میں گرے تکیے کو اور پھر اس کے پیچھے کھلے دروازے کو جہاں سے ریفا دکھائی دیتی تھی، وہ سیٹھ ارسل کو دیکھ کر ایک طرف کو ہٹ گئی تھی، سیٹھ ارسل مسکرا دیے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"بیٹا باپ پہ جاتا تو بہت بار دیکھا تھا، بہو ساس پہ جاتی پہلے بار دیکھ رہا ہوں۔" اشعر نے کو شگوار سی حیرت کے ساتھ انہیں دیکھا۔ وہ مسکراتے ہوئے گزر گئے۔ وہ ان منظر سے غائب ہونے تک انہیں دیکھتا رہا اور پھر دھیرے سے ہنس دیا۔

☆☆☆

خوابوں میں بھی جو اک بسیرا تھا یہ کہہ کر نکال دیا

ہجرت کر کہ میرے خوابوں میں آنے والے مجھے اور بھی ملیں ہیں

بالکل ویسا ہی ہوا تھا جیسا اشعر نے کہا تھا۔ ان پانچوں کی موجودگی سے ان کی محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی بلکہ ہر لحظے کے ساتھ اس میں اضافہ ہونے لگا تھا۔ ہر صبح حسین، ہر دن رنگین اور ہر شام خوشگوار تھی۔ ہر گزرتا دن اپنے پیچھے یادگار پل چھوڑ جاتا۔ زندگی خواب سے بھی حسین ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھ روزانہ فجر کے وقت کھلتی تھی۔ وہ اٹھتی اور اشعر کے مسجد سے آنے تک کھڑکی کے پاس جا کر اس خوبصورت وادی کا نظارہ کرتی۔ اسے اس وادی میں سب سے خوبصورت دور سے ہی بہتا دکھائی دیتا دریائے ہنزہ لگتا تھا۔ وہ بس اسے ہی دیکھتی رہتی۔ پھر اشعر کے آنے کے بعد دونوں مل کر ناشتہ کرتے اور پھر یونی چلے جاتے۔ وہاں دیا، راحل اور باقی دوستوں کے ساتھ خوب محظوظ ہوتے۔ ان دنوں خانم کی جلی کٹی کا نشانہ مینک بنا تھا۔ لنچ بھی وہ سب ساتھ ہی کرتے تھے۔

یونی سے آنے کے بعد اشعر اپنے چند ایک کام کر لیتا اور تب ریفا کو فرح اپنے پاس بلا لیتیں، اس کے ساتھ وقت گزارتیں۔ وہ فرح کی طبیعت سے بے حد متاثر تھی۔ وہ اتنے نوکر ہونے کے باوجود

Posted On Kitab Nagri

سبزی خود کاٹتی تھیں، کھانا بنا دیتیں اور، یہاں تک کہ نوکروں کا بھی خیال رکھتی تھیں۔ فرح کی باتیں بھی ان کے مزاج کی مانند شریں تھیں۔ وہ ہر بات میں کوئی ایسی بات کر دیتیں کہ ریفا کا دل نہ چاہتے ہوئے بھی اسلام کی جانب مائل ہو جاتا مگر وہ پھر بھی خود کو مائل ہونے سے باز رکھتی۔ ریفا وہاں بہت خوش تھی۔ فرح اسے کسی کام کو ہاتھ لگانے نہیں دیتی تھیں۔ اگر کبھی وہ کوئی کام کرنے کا کہتی تو وہ فوراً اسے ٹوک دیتیں۔

"اب تو میرے ہاتھوں کی مہندی بھی اترنے کو ہے آنٹی۔"

"ہمارے یہاں مہندی نہیں بالوں کی سفیدی کا حساب رکھا جاتا ہے۔" ساتھ ہی ہنس دیتیں تو ریفا بھی مسکرا دیتی۔

ایک غیر مذہب ہوتے ہوئے بھی ابھی تک گھر والوں کی جانب سے دل آزار کر دینے والا طعنہ نہیں ملا تھا۔ وہ ہر دن کے ساتھ ان کی شخصیت میں ڈھلنے لگی۔ شام کو اشعر کے ساتھ چائے کا کپ لے کر بالکنی میں کھڑے ہو جانا دن کا سب سے حسین اور خوشگوار ہوتا تھا۔ اور یہی لمحہ بلوندر کے لیے سب سے ناگوار اور گراں ہوتا تھا۔ وہ اکثر انہیں چپکے سے دیکھ دیکھ کے اندر ہی اندر کڑھتا مگر خود کو بے حد بے بس محسوس کرتا۔ ان پانچوں سے کسی کا کوئی رابطہ نہیں تھا۔ انہیں بس اس گھر میں لانے کا مقصد رہنے کے لیے جگہ اور دو وقت کی روٹی دینا تھا۔ ریفا تو پاس سے گزرتے ہوئے نظر بھی نہ ملاتی تھی۔ دونوں کے احساسات کے تبادلے کا ایک وقت رات کا کھانا بھی تھا۔ اکثر ہی وہ کہیں

Posted On Kitab Nagri

باہر ڈنر کے لیے چلے جایا کرتے اور پھر وہ لمحات ان کے دلوں پہ اپنا عکس چھوڑ جاتے۔ ویکینڈ پہ شام کی چائے گھر کے تمام نفوس مل کر پیتے تھے۔ زندگی سے جیسے ہر غم مٹ چکا تھا۔ سارے دکھوں کی جگہ خوشیوں نے لے لی تھی، ان مسکراہٹوں نے جو ہر لمحہ ان کے لبوں پہ احاطہ کیے ہوتی تھی۔ باوجود ان سب کے ریفا کا ذہن اسلام کے متعلق، یا اللہ کے متعلق ہونے والی ہر بات پہ بغور سوچتا تھا، بعض اوقات وہ اس میں سے خامیاں نکالنے کی کوشش میں رہتی تھی جس کا مقصد اس مذہب کی صداقت کی بار بار تصدیق کرنا تھا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Posted On Kitab Nagri
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"دیکھ لیں آپ کے مذہب میں کس قدر پابندی کے عبادات کی، دل چاہے نہ چاہے نماز پڑھنا پڑتی ہے۔" اس کے دعا مانگ ہاتھ چہرے پہ پھیرنے ہی تھے کہ اس کی آواز کانوں میں سنائی دی۔ وہ مدھم سا مسکرایا۔ پھر اٹھا اور جائے نماز اٹھاتے ہوئے محبت آمیز لہجے میں بولا۔

"دیکھ لو پھر، کتنے بہانے ڈھونڈتا ہے ہمارا اللہ ہمیں معاف کرنے کے۔ دل چاہے نہ چاہے گناہ معاف کرانے پڑتے ہیں، تاکہ ہمیں اگلی دنیا میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔" اور ریفا کو خاموش کرا دینے کے لیے اتنی بات کافی تھی۔ اشعر جائے نماز رکھ کر "کچھ دیر میں آتا ہوں" کہہ کر چلا گیا اور وہ اپنی جگہ پہ بیٹھ کے سوچتی رہی۔ یہ سوچنا پہلی مرتبہ نہیں تھا۔ جب بھی اشعر کوئی بات کرتا وہ یوں ہی اس کے ذہن میں بیٹھ جاتی تھی، اور پھر ہر بار اسے ایک ہی بات یاد آتی تھی کہ کبھی اس نے بھی اللہ کو پکارا تھا اور اس نے اس کی پکار سنی تھی۔

جب کوئی کسی انسان کے آنسو صاف کر دے یا آنسوؤں کی لاج رکھ لے وہ انسان کو تمام عمر یاد رہتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ریفا اللہ کو اپنے ذہن سے نکال نہ پاتی تھی۔

وہ بہت دیر تک اسی جگہ پہ بیٹھ کر اشعر کی باتیں سوچتی رہی۔

Posted On Kitab Nagri

بلآخر اسے اب کوئی فیصلہ کرنا تھا، یہ اس کا دل کہہ رہا تھا۔

☆☆☆

ان سب جذبات کے باوجود میں تجھ سے سوال یہ کرتا ہوں۔

کہ تیری یاد میں چاند سے دل بہلانے والے مجھے اور بھی ملے ہیں۔

اس نے کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ چہرے پہ چھینٹوں کا زبردست وار ہوا جس سے بچاؤ کے لیے اس نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کرلی تھیں۔ آنکھیں کھولیں تو وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑی بالوں کو ٹاول کی مدد سے خشک کررہی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔ ہلکی بھوری آنکھوں میں خوشگواری تھی۔ پھر وہ خاموشی سے اندر آگیا۔ ریفا جس کے چہرے پہ برخلافِ معمول ایک الگ ہی شباب تھا، اسے دیکھ کر ڈرائیر کا سوئچ ساکٹ میں لگانے لگی۔

ظہر کی اذان ہوچکی تھی۔ اشعر نے کمرے میں مصلحہ بچھایا۔ مسجد یہاں سے تھوڑا دور تھی، جس کی وجہ سے اکثر اوقات کوشش کے باوجود اشعر کی جماعت نکل جاتی تھی۔ سو اکثر اوقات گھر میں ہی نماز ادا کرلیتا۔

اب بھی وہ کھڑا ہوا اور نیت باندھ لی۔

ریفا اپنے بال ڈرائی کرتے ہوئے بارہا آئینے میں اس کا عکس دیکھ رہی تھی۔ اس کے ٹھہرے قیام، رکوع اور طویل سجود کو بھی بغور دیکھ رہی تھی۔ ساعتیں یونہی گزرنے لگیں۔ دونوں خاموشی سے اپنا کام کرتے رہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اشعر نے سلام پھیر کر ایک نظر اسے دیکھا، وہ ایک ہاتھ سے ڈرئیر پکڑے دوسرے ہاتھ سے مسلسل بالوں میں کنگھی چلا رہی تھی۔ اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا لیے۔ اب کے اس کے اٹھے ہاتھوں میں صرف شکر تھا۔ کوئی مانگ، کوئی طلب نہیں۔ پہلے وہ رو کر دعا مانگتا تھا، اب وہ مسکرا کر دعا مانگتا تھا۔ جیسے ہی اشعر نے دعا مانگ کر ہاتھ پھیرے اسی لمحے ریفا نے ڈرئیر ڈریسنگ پہ رکھا اور بال پیچھے پشت پہ ڈال دیے۔ ریشمی سے بال اس کی پشت پہ پھیل گئے۔ پھر وہ مڑی۔ اشعر نے جائے نماز سمیٹ کر الماری میں رکھا۔ اور پھر پلٹ کر اسی طرف آ گیا۔ اس نے بھی قدم اسی جانب بڑھائے۔ مسکراہٹ اسی طرح قائم تھی۔ قریب پہنچ کر اشعر نے دونوں ہاتھ جیب میں اڑسے۔ ریفا نے دونوں بازو اس کے کندھوں میں ڈال کر گردن کے گرد حمائل کیے۔

"کچھ خاص ہے کیا؟ بہت پیار آرہا ہے آج میری بیوی کو۔"

"بس جس روز شوہر شریف نظر آئے پیار آجاتا ہے۔"

اشعر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ "ایک سرپرائز ہے اپ کے لیے۔۔۔" وہ اس کے وجیہہ نقوش بغور دیکھ رہی تھی۔

"میرے لیے؟" اس نے ابرو اچکائے۔

"ہمم۔۔۔ آپ کے لیے۔"

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"پھر دیر کس بات کی ہے۔ جلدی سے خوش کر دو۔۔۔شادی کے بعد پہلی مرتبہ دل سے مسکراؤں گا۔" شرارت سے آنکھ کا کونا دبایا۔

"یہ مزاق کا نہیں حیران ہونے کا وقت ہے۔" اس نے برا نہیں منایا۔

"اچھا، لیٹ سی۔ بولو کیا سرپرائز ہے؟"

"پہلے میری ایک شرط ہے۔" سرپرائز تم دے رہی ہو، میں مانگ نہیں رہا اور شرط مانگی چیز پہ لگائی جاتی ہے۔" اس نے ہلکے سے شانے اچکا دیے۔

"اوکے، تو شرط یہ ہے کہ آپ میری برتھڈے پہ مجھے گولڈ کا بریسلیٹ دے رہے ہیں۔" اس کی بات کو اس نے کمال مہارت سے نظر انداز کیا۔

"اب سمجھ میں آیا کہ بیویوں کے لیے شوہر کی شرافت کا مطلب کیا ہوتا ہے۔"

وہ زیرِ لب بڑبڑایا۔

"کیا؟" اس نے سننے کی خاطر چہرہ قریب کیا۔

"میں کہہ رہا تھا کہ محترمہ اگر تو آپ ڈیمانڈ کر رہی ہیں، پھر یہ تحفہ نہیں ہو گا۔" فوراً بات بدل دی گئی۔

"بیویوں کے تحفے ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

"مگر سوہر ایسے تحفے نہیں دیتے۔" اس نے ایک بار پھر کندھے اچکا دیے۔

Posted On Kitab Nagri

"اوکے مطلب آپ کو شرط قبول ہے۔" اس نے ایک بار پھر اس کی بات کو اس مہارت سے نظر انداز کیا کہ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ "اچھا۔ اب اپنا سرپرائز دیکھیے۔۔۔ آپ کی بیوی۔۔۔۔"

☆☆☆

مسکرا کر بولے اس چاند کو دیکھ کر کرے گا تو ہی قیام

کہ اس چاند کے اس پار لے جانے والے مجھے اور بھی ملے ہیں

"ویرے۔۔۔ ویرے۔۔۔" وہ بھاگتا ہوا کمرے میں آیا۔ بلوندر بیڈ پہ آنکھیں موندے پڑا تھا۔ ہر شدیپ کو یوں آتا دیکھ کر صوفوں پہ بیٹھے ملجندر، امرندر اور آریا نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ہوں؟ کی ہو یا؟ (ہوں؟۔۔۔ کیا ہوا؟)" وہ تکان زدہ آواز میں بولا۔

"او اشعر دا پیو، سانوں تھلے سد ریا اے۔ سارے کار والے، او دے سارے یار تے بین او تھے ہی تھلے ساڈا انتظار کر دے نے۔ (وہ اشعر کا باپ، ہمیں نیچے بلا رہا ہے۔ سارے گھر والے، اس کے سارے دوست اور بہن وہیں نیچے ہی ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔)"

"ہیں؟ (کیا؟)" اس کی آواز سن کر بلوندر نے آنکھیں کھولیں۔ فوراً سے اٹھ بیٹھا۔

"او ہون کی کر دتا آپاں؟ کیوں سد رے نے آپاں نوں؟ (ارے اب کیا کر دیا ہم نے؟ کیوں بلا رہے ہیں ہمیں؟)"

Posted On Kitab Nagri

"مینوں تے لگدا اے ویرے، آپاں نوں ایس کارچوں کڈن لگے نے۔بس انی دیر آستے ہی بلایا سی، ہون برداشت نئی ہون ڈئے ہونے۔(مجھے لگتا ہے کہ ہمیں اس گھر سے نکالنے والے ہیں، بس اتنی ہی دیر کے لیے بلایا تھا، اب برداشت نہیں ہو رہے ہوں گے۔)"

وہ تینوں بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہویے تھے۔امرندر نے کسی خدشے کے تحت کہا۔بلوندر پر سوچ نگاہوں سے ہرشدیپ کو دیکھ رہا تھا۔

"آپاں نوں کج نئی پتا ویرے، آوناں تاں بس کیا اے کہ باقی پراواں نوں لے کے تھلے آجاؤ۔(ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں بھائی، انہوں نے بس اتنا کہا ہے کہ باقی بھائیوں کو بھی لے کر اوپر آجاؤ۔)"

"ویرے آپاں اتھوں نکل کے کتھے جاواں گے؟(بھائی ہم۔یہاں سے نکل کر کہاں جائیں گے۔)"آریانے فکرمندی سے اسے دیکھا۔وہ ابھی تک پر سوچ نگاہوں سے ہرشدیپ کو دیکھ رہا تھا۔اس کے سوال پہ حرکت میں آیا اور کھڑا ہو گیا۔

"چلو تھلے، ویکھیے تاں سئی کہ آپاں کیتا کی اے؟(چلو نیچے، دیکھیں تو سہی کہ ہم نے کیا کیا ہے)"وہ اب جوتا پہن رہا تھا۔

"نالے سارے اپنی شکلاں معصوم بنالو، ایسی شرمندگی سجاؤ منہ تے کہ اگر آپاں کج کیتا وی ہووے تاں اوناں نوں یقین نہ آئے۔(اور سب اپنی شکلیں معصوم بنالو، ایسی شرمندگی سجاؤ چہرے پہ کہ اگر ہم

Posted On Kitab Nagri

نے کچھ کیا بھی ہو تو انہیں یقین نہ آئے۔)" ملجندر نے مشورہ دیتے ہوئے باری باری سب کی جانب دیکھا۔

سب نے تابعداری سے سر اثبات میں ہلا دیا۔اور پھر وہ پانچوں کمرے سے باہر نکل آئے۔

ہال میں پہنچنے تک خود کو اداکاری کے لیے تیار کر لیا،سب کے سامنے آئے تو وہ مکمل ندامت چہرے پہ سجائے سر جھکائے کھڑے تھے۔نظر اٹھا کر کسی کو دیکھا تک نہیں۔وہ اوپر سیڑھیوں کی ریلنگ کے پاس کھڑے ہو کر ہی سب کو دیکھ چکے تھے کہ اشعر ریفا،اوردیا ایک صوفے پر بیٹھے تھے،ایک پر خانم، مینک اور ابراہیم اور ایک صوفے پر راہدل سیٹھ ارسل اور فرح براجمان تھے۔جبکہ ایک صوفہ خالی پڑا تھا۔درمیان کے سینٹر ٹیبل پہ مٹھائی کا ڈبہ کھلا پڑا تھا۔خانم کی للچاتی نگاہیں بس گلاب جامن پر اٹکی تھیں۔

"اشعر!" ان پانچوں کو آتا دیکھ کر سیٹھ ارسل نے اشعر کو نظروں کے اشارے سے مطلع کیا۔وہ جس صوفے پہ بیٹھا تھا جہاں سے ان کی جانب پشت تھی۔پہلے اس نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔پھر اٹھ کر ان کی طرف چلا آیا۔

"کیسے ہو سب؟" آہستہ سے چلتا وہ بلوندر کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"ودیا!(اچھے)" بلوندر نے نظر اٹھائے بنا کہا۔

Posted On Kitab Nagri

"اتنے نادم کیوں کھڑے ہو یار؟ اپنا گھر سمجھو۔ دیکھو ہم نے تم سب کو یہاں اپنی خوشی میں شریک ہونے کے لیے بلایا ہے۔ تم سب کو اپنا سمجھ کر۔ تم سب بھی ہمیں اپنا سمجھو۔" اشعر نے قدرے بے تکلفی کا اظہار کیا۔ اس کی پوری بات سن کر پانچوں نے کن اکھیوں سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا پھر سر اٹھا کر اسے۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ اپنے ازلی شائستہ انداز میں۔ سب انہی کی جانب متوجہ تھے۔

"کیری خوشی؟" بلوندر نے محتاط انداز میں پوچھا۔

"کون سی خوشی؟ بھئی تمہاری بہن نے اتنا اچھا سرپرائز دیا کہ ہمیں، ہم حیران ہیں۔ رافی' تم نے انہیں نہیں بتایا؟" اس کے چہرے سے واقعی خوشی چھلک رہی تھی۔ ذرا سی نگاہیں پیچھے موموڑ کر پیچھے بیٹھی ریفا کو مخاطب کیا۔

"اوہ سوری! میں تو انہیں بتانا ہی بھول گئی۔ ایک منٹ، میں ابھی بتاتی ہوں۔" وہ مسکراتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھی، وہ پانچوں استعجاب سے سارے منظر کو دیکھ رہے تھے۔ ریفا نے سینٹر ٹیبل سے مٹھائی کا ڈبہ اٹھایا اور ان کی طرف آگئی۔

"منہ میٹھا کیجیئے۔" ایک گلاب جامن اٹھا کر بلوندر کے لبوں کے قریب کیا۔ وہ ویسے ہی مسکرا کر بولی تھی جیسے اشعر سے مخاطب ہوئی تھی۔ بلوندر کو یقین نہ آیا۔ وہ تو ان سے خفا تھی۔ اتنی خفا کہ نظر اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ سمجھتی تھی۔ اب وہی اس انداز سے کہہ رہی تھی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

Posted On Kitab Nagri

لحظے کے لیے اسے کچھ کھٹکا بھی، مگر پھر اس نے خاموشی سے گلاب جامن کا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔ ریفانے اب کی بار گلاب جامن ملجندر کی سمت بڑھایا۔

"آپ بھی لیجیے۔" ملجندر کا بھی وہی رد عمل تھا جو بلوندر کا تھا۔ اشعر نے ایک گلاب جامن ڈبے سے اٹھایا اور باقی تینوں کی جانب آ گیا۔ سب کا منہ میٹھا کر کے ریفانے وہ ڈبہ دوبارہ سینٹر ٹیبل پہ رکھا اور ایک بار پھر ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ وہ مکمل طور پر الجھے اور متعجب نظر آتے تھے۔

"رافی۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی، تمہارے بھائیوں نے تو تمہیں مبارک باد ہی نہیں دی۔"

"ہمم۔۔۔ تو مبارک نہیں دیں گے آپ مجھے؟" اس کی مسکراہٹ میں رتی بھر بھی فرق نہیں آیا تھا۔

"کیس گل دی مبارک؟" بڑی مدھم آواز میں سوال کیا۔

"میرے مسلمان ہونے کی مبارک، میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔" زور کا جھٹکا ان پانچوں کو لگا اور وہ دم بخود رہ گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ گلاب جامن کی مٹھاس اچانک ایسی تبدیل ہوئی تھی کہ بلوندر کا خلق تک کڑوا ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ ان دونوں کی ذو معنی مسکراہٹ کا مطلب بلوندر سمیت چاروں کو آگ کی بھٹی میں جھونک گیا۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں ان کے چہرے لال پڑنے لگے۔ بس نہ چلا کہ اب کی بار واقعی اشعر کو سب کے سامنے بے خوف ہو کر گولی سے اڑا دیں مگر ساری باتیں تھیں ہی بس کی۔ اس نے دونوں کو زہر خند نگاہوں سے دیکھا، اشعر کے لبوں کی مسکراہٹ اس کی فتح کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس

Posted On Kitab Nagri

کی مٹھیاں بھینچ گئیں، مگر اس نے بس اتنا کیا کہ خاموشی سے پلٹ گیا۔قدم گھر سے باہر کی جانب بڑھا دیے۔امرندر، آریا، ملجندر اور ہرشدیپ نے ایک نظر اپنے بھائی کو دیکھا اور پھر ہمیشہ کی طرح سے اس کے پیچھے چلے گئے۔اشعر اور ریفا نے انہیں جاتے دیکھا تو مسکراہٹ میں گہرائی آگئی۔

بلوندر سرخ بھبھوکا چہرے کے ساتھ باہر آیا،ان کے پیچھے چلتے باقی چاروں کو غصے میں دکھائی دیتے تھے۔لان سے ہوتے ہوئے وہ بیرونی گیٹ سے بھی باہر آگئے۔وہ چاروں دیکھ رہے تھے کہ وہ کہاں جا رہا ہے مگر بلوندر کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔

"ویرے!"

"ویرے کتھے جار یا ایں؟ دس تاں سئی۔(بھائی کہاں جا رہے ہو؟ بتاؤ تو سہی)"

"ویرے،ویرے۔"سب نے باری باری پکارا مگر وہ کان لپیٹے چلتا گیا۔ایک ڈھلوان چڑھ کر پتھریلا راستہ آگیا۔آج سورج نکلا تھا اور سارے ہنزہ کو روشنیوں میں لپیٹ گیا تھا۔بہار کے موسم میں بھی یہاں سیاحوں کی تعداد بڑھ جاتی تھی۔اردگرد کے درختوں پہ نت نئی اقسام کے پھول کھل چکے تھے۔بلوندر کو ہنزہ کی کسی بھی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔اس نے تیزی سے چلتے ہوئے اپنی پہلے سے ہی ٹھیک پگڑی کو مزید ٹھیک کیا۔سفر سنگھ کے پگڑی اتارنے کے باوجود بھی وہ پگڑی پہنتا تھا۔آخر کار جب وہ تھک گیا تو ایک جگہ رکا۔وہاں قریب ہی ایک کوڑا دان پڑا تھا جسے اس نے پوری قوت سے ٹھوکر لگائی، مگر الٹا چوٹ سپنے پاؤں پر آلگی۔ کراہ دبا کر وہ جھکا اور پاؤں

Posted On Kitab Nagri

کو تھاما، آنکھیں میچ لیں۔وہ چاروں بھی اس کے پاس آ کے رکے۔کوڑادان بڑا اور وزنی تھا، اپنی جگہ پہ ہی قائم رہا۔

"ویرے کی ہو گیا اے تینوں؟(بھائی کیا ہو گیا ہے تمہیں؟)"

"آپاں نوں کی یار،ہون دے پین نوں مسلمان اوڈی ساڈی پین نئ رئی،گرونوں تاں آپاں مار دتا سی، پین دا تے نئ کج کر سکدے(ہمیں کیا یار،ہونے دو بہن کو مسلمان ہوتی ہے تو۔۔وہ اب ہماری بہن نہیں رہی۔گروجی کو تو ہم نے مار ڈالا تھا،اب بہن کا تو کچھ نہیں کر سکتے۔)"ملجندر نے بے بسی سے کہا تو بلوندر نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔پاؤں ابھی تک تھام رکھا تھا۔وہ اسی پوزیشن میں چند لمحے کھڑا رہا، جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔پھر دھیرے سے سیدھا ہوا،وہ سب بغور اس کی حرکات کو دیکھ رہے تھے۔دوثانیے کے لیے ٹھہر کر پھر کچھ سوچا اور پھر ان چاروں کی طرف دیکھا۔

"کی ہویا؟کی سوچ ریا ایں؟(کیا ہوا؟کیا سوچ رہے ہو؟)"

"اپنی بے بسی دا حل سوچ ریا آں۔(اپنی بے بسی کا حل سوچ رہا ہوں۔)"انداز پر سوچ تھا۔

"فیر ملیا کوئی حل؟(پھر ملا کوئی حل؟)"

بلوندر نے پاؤں چھوڑ کر دوبارہ زمین پہ رکھ دیا۔

Posted On Kitab Nagri

"رین دے ویرے، پہلے بڑا ذلیل ہون ڈے آں۔ کنی کوشش کیتی اوس اشعر نوں مارن دی مگر نئ مریا۔ہون رین دے۔(رہنے دو بھائی۔پہلے ہی بہت بدنام ہو چکے ہیں۔ کتنی کوشش کی اس اشعر کو مارنے کی مگر وہ نہیں مرا۔رہنے دو)"

"مارن دی گل کون کر ریا اے؟قصور تاں ایس واری اپنی پین دا اے۔ساڈی پین نے ساڈی انا نوں سٹ لائی اے،بدلہ تاں بندا اے (مارنے کی بات کون کر رہا ہے؟ قصور اس بار اپنی بہن کو ہے۔بہن نے ہماری انا کو چوٹ پہنچائی ہے۔بدلہ تو بنتا ہے۔)"

"بدلہ؟پین نل؟او کینج؟(بدلہ؟بہن کے ساتھ؟وہ کیسے؟)"ملجندر اس کے قریب آیا۔

"بس،ویکھ دے چلو۔پہلے آپاں اشعر نوں مارن دی کوشش کر دے ساں۔ہون دواں نوں جوندے جوں ماراں گے۔(بس دیکھتے چلو،پہلے ہم اشعر کو مارنے کی کوشش کرتے تھے،اب جیتے جی ماریں گے۔)"اس کے چہرے سے غصے کے تاثرات گئے نہیں تھے،بس وہاں سوچ کے تاثرات نے بھی جگہ بنالی تھی۔

☆☆☆

ملے راہ میں تو بولے، چھوڑ آوارگی اب تو ادیبہ

بدل راہ کہ میری راہ میں آنے والے مجھے اور بھی ملے ہیں۔

دو کمروں پہ مشتمل اس متوسط درجے کے گھر میں ویرانی تھی۔چھوٹے سے ہال میں دو تھری سیٹر صوفے، ایک سنگل صوفہ اور ایک لکڑی کی میز تھی۔سامنے کھڑکی لگی تھی جس میں

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

سے دریائے ہنزہ کا خوبصورت منظر دکھائی دیتا تھا، دریائے ہنزہ کے پتھروں سے ٹکراتے پانی کی آواز اور لطف اندوز تھی۔

وہ اس ہال کے صوفوں پہ بکھر کے بیٹھے تھے، سامنے سنگل صوفے کے پاس وہیل چیئر پہ وہ بیٹھی تھیں جن کے چہرے پہ زندگی کے لیے اکتاہٹ واضح تھی۔

"اور ماسی کداں؟ سب ٹھیک آ؟ کسے چیز دی لوڑ تاں نئ؟ (اور ماسی کیسا ہے سب؟ سب ٹھیک ہے؟ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟)"

"نہیں نہیں بیٹا، اللہ کا شکر ہے۔ سب ٹھیک ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں۔" وہ مسکرائیں تو بلوندر بھی پھیکا سا مسکرایا۔ یہاں بھی اللہ۔ اسے غصہ آیا مگر خاموش رہنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔ یہ سب اشعر کا کیا تھا۔

"کوئی نئ ماسی۔ جے تاں ہوئی ناں کسے دوائی یا کسے ہور چیز دی لوڑ، چپ کر کے دس دینا اے۔ چکنا نئ۔ تیرے منڈے ملے زندہ نیں۔ (کوئی بات نہیں ماسی۔ اگر ہوئی ناں کسی دوا کی ضرورت یا کسی اور چیز کی تو بس کہہ دینا ہے۔ بنا جھجھکنے۔ آپ کے بیٹے ابھی زندہ ہیں۔)"

"جوندا وسدا رے پت! (جوتے بستے رہو بیٹے)"

"تم لوگ بتاؤ بیٹا! خیریت سے تو آئے ہو؟"

Posted On Kitab Nagri

"بس ماسی، مفن نل ملن دا سوچداسی۔ایک کم آ،ویسے ہے کتھے آمفن؟(بس ماسی، مفن سے ملنے کاسوچ رہاتھا۔ایک بات کرنی ہے اس سے۔ ویسے ہے کہاں یہ مفن؟)" سوال کرتے ہوئے متلاشی نگاہیں دوڑائیں۔

"بیٹازویاکہتے اچھے لگو۔غصہ آجاتاہے اسے مفن سن کر۔بہت پیار سے رکھاہے اس کے باپ نے اس کادوسرانام۔اسے زویاہی کہہ کربلانا۔)" محمد صاحب کی بیگم نے آواز قدرے دھیمی کر کے سرگوشی میں کہا، جیسے ڈر رہے ہوں کہ کوئی سن نہ لے۔

"اوہ سوری ماسی، غلطی لگ گئی آپاں نوں۔شروع توں مفن کیندے آئے آناں۔(اوہ سوری ماسی، غلطی لگ گئی ہمیں۔شروع سے مفن کہتے آئے ہیں ناں۔)" بلوندر نے فوراً معذرت کرتے ہوئے بن مانگی وضاحت دی۔"ویسے ماسی اے مفن کردی ہندی آج کل؟(ویسے ماسی، یہ مفن کرتی کیارہتی ہے آج کل؟)" یہ سوال پچھلے سوال کااثرزائل کرنے کے لیے تھا۔

"صبح کالج جاتی ہے بیٹااور اس کے بعدوہیں سے کسی کام پہ۔۔۔مجھے توسمجھ نہیں آتایہ فائلوں کاکام۔بس شام کوآتی ہے توکتابوں اورفائلوں میں سردے دیتی ہے۔چھٹی والادن بھی انہیں کے ساتھ گزرتاہے اتنانظرآتاہے کہ اپنے باپ کے قاتل کے لیے ماری ماری پھر رہی ہے۔" اوران کے اس جملے پہ لمحے کے لیے سب غیر آرام دہ سے ہوئے۔بلوندر نے بمشکل پھیکاسامسکراکرتھوک نگلا۔

Posted On Kitab Nagri

"ماسی آپاں ملناچاندے آں اونوں، بلاوتاں سہی، کارتاں ہے؟۔(ماسی ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں، بلائیے تو سہی، گھر تو ہے۔)"

"ہاں گھر ہی ہے، پڑھ رہی ہو گی اپنا۔میں بلاتی ہوں مگر اس سے ذرا احتیاط سے بات کرنا۔جب سے باپ گیا ہے، بات بات پہ غصہ آجاتا ہے اسے۔" دونوں ہاتھوں سے ٹائروں کو حرکت دیرتے ہوئے وہ تنبیہ کرنا نہ بھولیں۔پھر وہیل چیئر گھماتی وہاں سے ایک کمرے کی سمت چلی گئیں، جس کا دروازہ یہاں بیٹھے بیٹھے بھی دکھائی دیتا تھا۔ان کے جانے کے بعد سب نے ایک گہرا سانس خارج کیا۔بہت مشکل تھا یہ کام جو وہ کرنے آئے تھے، مگر اب یہی ان کے پاس آخری اور بے ضرر رہ کر بھی سب کچھ ختم کر دینے والا وار تھا

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

Posted On Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔
Fb/Pg/Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

"ویرے ذرا سانب کے گل کریں۔ مفن دے غصے دا تاں آپاں نوں وی چنگی طرح پتا اے۔(بھائی ذرا سنبھل کر بات کرنا، مفن کے غصے کا تو ہمیں خود بہت اچھی طرح سے معلوم ہے۔)" آریا جو دوسرے صوفے پہ بیٹھا تھا، براہ راست بلوندر کر دیکھتے ہوئے بولا۔بلوندر نے سر اثبات میں ہلا دیا اور گردن موڑ کر اس جانب دیکھنے لگا جہاں سے وہ گئی تھیں۔وہاں ایک کمرہ تھا جس کا دروازہ بند تھا۔چند ثانیوں تک وہ دروازہ یونہی بند رہا اور وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔

کافی دیر بعد بھی جب کسی کی آمد کا پیام نہ ملا تو انہوں نے دروازے سے نگاہیں ہٹالیں اور ایک دوسرے کی سمت دیکھنے لگے۔

"اے مفن آئی کیوں نئی اے ہلے تک؟(یہ مفن آئی کیوں نہیں ہے ابھی تک)" آریا نے اکتا کر گھڑی دیکھی۔

Posted On Kitab Nagri

"سنیا نئی توں، کم لگی اے او؟ صبر کر لے ذرا۔ (سنا نہیں تھا تم نے، کام لگی ہے؟ صبر کر لو ذرا۔)" جواب میں بلوندر جو خود اس کے آنے کے لیے بے چین تھا، اپنی بے چینی میں اسے ڈپٹ دیا۔

یہ محمد صاحب کا گھر تھا جہاں وہ اپنے شریر ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کی خاطر آئے تھے۔ ان پانچوں کو معلوم تھا کہ اس گھر کے مکین محمد صاحب کے قاتل سے ناواقف اور ان پانچوں کی حقیقت سے قطعی بے خبر ہیں جبھی تو انہوں نے اس گھر میں قدم رکھنے کی ہمت کی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز نے یکلخت سب کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی۔ انہوں نے ایک جھٹکے سے گردنیں موڑ کر اس جانب دیکھا۔ وہ آ رہی تھی۔

سیاہ جینز پہ بھوڑے رنگ کی کھلی سی ٹی۔ شرٹ پہنے جس کے درمیان میں ناف پہ کر کے سیاہ بیلٹ باندھ رکھا تھا، وہ کتھئی بالوں اور کتھئی آنکھوں والی ایک دراز قد اور خوبصورت لڑکی تھی۔ چہرہ دمکتا مگر سنجیدہ تھا، اتنا سنجیدہ کہ اس کی سنجیدگی کا رعب پوری شخصیت سے عیاں تھا۔ ہاتھ میں موبائل لیے وہ خاموشی سے چلتی ہوئی پاس آئی اور ان کے سامنے پڑے ہوئے سنگل صوفے پہ آ بیٹھی۔

نہ سلام کیا اور نہ احوال پوچھنا ضروری سمجھا۔ بس کمان سے ابرو سوالیہ انداز میں اچکائے۔

"ہمم؟"

وہ سب جو بت بنے اسے دیکھ رہے تھے، اس کے یک حرفی سوال پہ حرکت میں آئے۔

Posted On Kitab Nagri

"کی حال اے مفن؟ٹھیک تاں۔۔۔(کیا حال ہے مفن؟ٹھیک تو۔۔۔)"ملجندر نے ہنستے ہوئے کہنا شروع کیا تو اس کی سخت نگاہ پڑنے پہ آدھی بات بول ہی نہ پایا۔

"ساڈا مطلب کہ کی حال اے زویا؟ٹھیک تاں ہے ایں؟(ہمارا مطلب کیا حال ہے زویا؟ٹھیک تو ہو ؟)"بلوندر نے جلدی سے بات سنبھالنی چاہی،ساتھ ہی ایک ملامتی نظر ملجندر پہ ڈالی۔وہ نگاہیں چرا گیا۔

زویا نے نگاہوں کا رخ بلوندر کی جانب موڑا۔جواب نہیں دیا۔وہ جو مسکرا رہا تھا،پہلے اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی،پھر۔۔۔غائب ہوگئی۔اس کے آگے مسکرانا بہت مشکل تھا۔

"میرے پاس وقت نہیں ہے،کم ٹو دا پوائنٹ۔(مدعے پر آو۔)"

بلوندر نے ایک گہرا سانس لے کر باقی چاروں کو دیکھا۔وہ جو گھر سے سوچ کر آئے تھے کہ آئیں گے اور بات کرلیں گے،اب ایک لفظ بھی کہنا مشکل ہو رہا تھا۔زویا نے صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی اور ان کے جواب کا انتظار کیے بنا موبائل آن کر لیا۔مطلب صاف تھا کہ وہ جب چاہیں بات شروع کریں،اسے کوئی دلچسپی نہیں۔

"او۔۔۔زویا۔۔۔تینوں اشعر دا۔۔۔پتا اے؟(وہ۔۔۔زویا۔۔۔تمہیں اشعر کا۔۔۔پتا ہے؟)"الفاظ اٹک اٹک کر ادا ہوئے۔

"ہمم۔۔۔وہی اشعر،جس نے ساری دنیا کے سامنے تب سب کا پردہ فاش کیا تھا؟"اسکرین سے نگاہیں ہٹائے بغیر اس نے بے نیازی سے کہا۔اس کے ایسے اندازِ تصدیق پہ اس کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا مگر وہ

Posted On Kitab Nagri

اسے نہیں دیکھ رہی تھی۔ اسے ضبط کرنا پڑا۔لحظے کے بعد اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے سلسلہ ءکلام دوبارہ اور وہیں سے جوڑا جہاں سے ٹوٹا تھا۔

"آہو، اوہی اشعر۔اونے ساڈی پین نل تھوکے نل ویا کیتا سی۔(ہاں، وہی اشعر۔اس نے ہماری بہن سے دھوکے سے زبردستی شادی کرلی۔)"

"دھوکے سے شادی نہیں تھی، سفر انکل نے خود کرائی ہے۔"اس نے بات کاٹ کر غلطی درست کی۔نگاہیں ابھی بھی اسکرین پہ جمی تھیں۔بلوندر ایک بار پھر لحظے کے لیے خاموش ہو گیا۔ایک بار پھر چہرے پہ غصے کے تاثرات عیاں ہوئے اور ایک بار پھر اس نے انہیں چھپالیا۔اس کے پاس کوئی اور چارہ نہ تھا۔

"آہو، مگر اوس نے اے ویا صرف ساڈے نل بدلہ لین لئی کیتا اے۔آپاں وی بدلہ لین لئی ہی اودے یار نوں اپنے نل رلان دی کوشش کیتی سی مگر اونے اوتوں والی دی ودکے دشمنی نبھائی اے۔آپاں نوں اپنے کار چوں کڈوادتا اونے،ساڈی پین نوں ساڈے توں لیلیاتے اونوں مسلمان کردتا اے۔آپاں بڑے تپے پئے آں مگر کج کر نئ سکدے۔حالانکہ اونے ساڈی پین نوں مسلمان وی صرف ساڈے نل بدلہ لین لئی کیتا اے۔آپاں داتے بس نئ چلدا کہ اونوں قتل کردیے۔(ہاں، مگر اس نے شادی صرف ہم سے بدلہ لینے کے لیے کی ہے۔ہم نے بھی اس سے بدلہ لینے کے لیے اس کے دوست کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے اس سے بھی بڑھ

Posted On Kitab Nagri

کر دشمنی نبھائی ہے۔ہمیں ہمارے گھر سے نکلوادی، ہماری بہن کو ہم سے لے کر اسے مسلمان کر دیا۔ہم تو بہت تلملائے ہوئے ہیں مگر کچھ کر نہیں سکتے۔حالانکہ اس نے ہماری بہن کو مسلمان بھی صرف ہم سے بدلہ لینے کے لیے کیا ہے۔ہمارا بس نہیں چلتا کہ اسے قتل کر دیں۔"زویا جس نے ساری بات انتہائی غیر دلچسپی سے سنی تھی،اس کے آخری جملے پہ سرد نگاہ بلوندر پہ ڈالی۔

"یہ سب مجھے بتانے کا مقصد؟"لہجہ اس کی نگاہوں کی طرح سرد تھا۔بلوندر نے لبوں پہ زبان پھیری۔

"آپاں ایس واری اونوں قتل نئی کرنا چاندے، مگر بدلہ آپاں لینا آ۔آپاں تیرے کول آئے آں کہ پین بن کے ساڈا ساتھ دے۔(ہم اس بار اسے قتل نہیں کرنا چاہتے، مگر بدلہ ہم لیں گے۔ہم تمہارے پاس آئے ہیں کہ بہن بن کر ہمارا ساتھ دو۔)"

"تمہاری بہن بن جاؤں اور اپنی دوست کی دشمن؟"زویا نے طنزاً سر جھٹک کر موبائل آف کر دیا۔

"تیری دوست ہی تیری دشمن بن گئی اے تے تیرے بنن اچ کی خرج اے؟اشعر صرف میرا نئی تیرا وی دشمن اے، تے پین نے اے گل پتا ہندیاوی اے اودے نل ویا کر لیا۔(تمہاری دوست ہی تمہاری دشمن بن چکی ہے تو تمہارے بننے میں کیا خرج ہے؟اشعر صرف میرا ہی نہیں تمہارا بھی دشمن ہے اور بہن نے یہ بات پتا ہونے کے باوجود اس سے شادی کر لی۔)"

"اشعر؟میرا دشمن؟"ایک بار پھر سوالیہ ابرو اچکائے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"آہو، تیرا دشمن۔ آپاں تاں ہی تاں تیرے کول آئے آں کہ دشمن دا دشمن دوست ای ہندا اوا۔ اشعر نل بدلہ لے کے تیرا وی حساب پورا ہو جاو گا تے میرا وی۔ (ہاں، تمہارا دشمن۔ ہم اسی لیے تو تمہارے پاس آئے ہیں کہ دشمن کا دشمن دوست ہی ہوتا ہے۔ اشعر سے بدلہ لے کر تمہارا بھی حساب پورا ہو جائے گا اور میرا بھی۔)"

"اشعر؟ میرا دشمن؟" اس نے اس کی اگلی بات جیسے سنی ہی نہیں تھی۔

"آہو، تیرا دشمن۔ او گروجی سی ناں۔۔۔ (ہاں، تمہارا دشمن۔ وہ گروجی تھے ناں۔۔۔)" گروجی کہتے ہوئے اس کی زبان لڑکھڑائی مگر اس نے فوراً سنبھل کر بات کو جاری رکھا۔ "اودے قاتل نوں نئی جاندے آپاں زویا مگر اوناں دے قتل دی وجہ صرف تاں صرف اشعر آ۔ (ان کے قاتل کو ہم نہیں جانتے زویا مگر ان کے قتل کی وجہ صرف اور صرف اشعر ہے۔)" گروجی" کے لفظ پہ سب نے زویا کے چہرے کی رنگت کو بدلتے دیکھا تھا۔ "گروجی آپی سب نوں دسن تے راضی نئی سن کہ او مسلمان نیں۔ اوناں نوں اشعر نے مجبور کیتا سی ساری بستی دے سامنے اے گل کرن لئی مگر او دوں وی زویا گروجی نے آپی کج نئی کیا، سارا کج اشعر نے بستی دے سامنے کیا۔ ساری بستی نوں انے دسیا کہ اے مسلمان ہو گے نیں۔ اگر اے نہ دسدا کہ او مسلمان ہو گے نیں تے نہ کوئی دشمن بندا تے نہ کوئی قتل کردا۔ ایدے دسن توں پیلاں تے آپاں دے گرودا کوئی دشمن ہے ہی نئی سی۔ (گروجی خود یہ بتانے کے لیے رضامند نہیں تھے کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں، انہیں اشعر نے مجبور کیا ساری بستی کو یہ

Posted On Kitab Nagri

بتانے کے لیے اور پھر بھی زویا گروجی نے خود کچھ نہیں کہا۔سب کچھ اشعر نے کہا ساری بستی کو اشعر نے بتایا کہ وہ مسلمان ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو نہ کوئی ان کا دشمن بنتا اور نہ قتل کرتا، اس کے بتانے سے پہلے کوئی ان کا دشمن تھا ہی نہیں۔)"بلوندر جتنے ہمدردانہ انداز کو اپنا سکتا تھا اس نے اپنایا۔زویا کی رنگت اب بدلنے کی بجائے آہستہ آہستہ سفید پڑنے لگی تھی۔ابرو تن گئے تھے اور سنجیدہ چہرے پہ جذبات عیاں ہونے لگے تھے۔

"تم لوگ یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ بابا اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں چاہتے تھے؟"

"لے۔۔۔پینے اوناں نیں آپئی آپاں نوں دسیا سی۔(لو،بہن انہوں نے خود ہمیں یہ بات بتائی تھی۔)"ہرشدیپ نے تیزی سے جواب دیا۔

"اہو زویا!اوناں نیں آپئی آپاں نوں دسیا سی۔اوپیلے ڈر سے سی مگر فیر اوناں نے ساری گل دسی آپاں نوں،نالے بینتی کیتی کہ آپاں پوری بستی اچ کسے نوں نہ دسیے۔تے اوس توں تھوڑے دن بعد ہی اشعر نے ساری گل کھول دتی۔(ہاں زویا!گروجی نے خود ہمیں یہ بات بتائی تھی۔پہلے وہ ڈرتے تھے مگر پھر انہوں نے خود ہمیں ساری بات بتائی،اور گزارش کی کہ ہم یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔اور اس کے کچھ ہی دنوں بعد اشعر نے ساری بات کھول دی۔)"ملجندر نے بھی آگے بڑھ کر گفتگو میں حصہ لیا۔

"کیونکہ اے آپئی چاند اسی کہ گروجی داناں لے کے ساری بستی نوں مسلمان کر دے،نالے جدوں فیر اے واقع اویا سی تاں بستی اچ درس دین لئی وی اشعر نے ہی اکسایا سی جدی وجہ توں پریم نگر دے لوکی

Posted On Kitab Nagri

گروجی دے اور دشمن بن گئے۔(کیونکہ یہ خود چاہتا تھا کہ گروجی کا نام لے کر پوری بستی کو مسلمان ہونے کی دعوت دے، اور جب یہ واقعہ ہوا تھا تو گروجی کو بستی میں درس دینے کے لیے بھی اشعر نے ہی اکسایا تھا جس کی وجہ سے پریم نگر کے بہت سے لوگ گروجی کے اور دشمن بن گئے۔)"

"اکثر لوکاں نے تاں دھمکی وی دتی سی گروجی نوں، تے گروجی نے اشعر نوں بلا کے دسیاوی سی مگر اونے سراسر اوناں نوں ایس گل تے مجبور کیتا کہ اگر کوئی اوناں نوں قتل کروی دے گا تے اے تاڈے آستے شہید دا رتبہ ہووے گا۔ اونے اے وی نئ سوچیا کہ اوناں دی ایک کری اونان دے بغیر مر جائے گی۔ گروجی تاں ہے ہی پولے پالے انسان سن۔(اکثر لوگوں نے تو گروجی کو دھمکی بھی دی تھی اور انہوں نے اشعر کو بلا کر مطلع بھی کیا تھا مگر اس نے سراسر انہیں ایسا کرنے پہ مجبور کیا کہ اگر کوئی انہیں مار بھی دے گا تو یہ ان کے لیے ایک شہید کا رتبہ ہو گا۔ اس نے اتنا بھی نہ سوچا کہ ان کی ایک بیٹی ان کے بغیر مر جائے گی۔ گروجی تو تھے ہی بھولے بھالے سے انسان۔)" یہ کہانی وہ گھر سے ہی گڑھ کے آئے تھے۔ خوب جھوٹ بولنے کے بعد وہ خاموش ہوئے تو دیکھا کہ اب زویا کی رنگت سفید سے سرخ ہو چکی تھی۔ لب بھینچے دکھائی دیتے تھے اور مٹھیاں بھی بھینچ لی تھیں ۔اتنا ہی نہیں، کتھئی آنکھوں میں ابھرتیں سرخ لکیریں واضح تھیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ ابھی کسی آتش فشاں کی مانند پھٹ جائے گی اور اس سے نکلنے والا سرخ لاوا ان سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ ضبط کیے رہی۔ یوں لگ رہا تھا کہ اس کی تلاش ختم ہو گئی تھی۔ کسی

Posted On Kitab Nagri

حد تک بلوندر کی باتوں پہ یقین آچکا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس واقعے کے بعد اس کے باپ کو بہت سی دھمکیاں ملی تھیں اور وہ بہت ڈر گئے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ انہوں نے بہت بار بے چینی کے عالم میں اشعر کو گھر بلایا تھا اور وہ اس کے گھر بھی آیا تھا، مگر اس کے بعد بھی درس کا سلسلہ جاری رہا یعنی کہ بلوندر سچ کہہ رہا تھا۔ بلاواسطہ نہ سہی مگر بالواسطہ اس کے باپ کے قتل کی وجہ صرف اور صرف اشعر ہی تھا۔

"تینوں ایک گل سچ سچ دسناواں کہ گروجی دا قتل وی اشعر نے ہی کرایا اے تے ایس گل دا پین نوں وی پتا اے۔(تمہیں ایک بات سچ سچ بتاتا ہوں کہ تمہارے باپ کا قتل بھی اشعر نے ہی کرایا ہے اور اس بات کا بہن کو بھی معلوم ہے۔)" زویا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی سرخ لکیریں مزید سرخ ہونے لگیں۔ کہیں اندر وہ ہونق بھی تھی۔

"تم جانتے ہو بلوندر سنگھ کہ اس معاملے میں مجھ سے مزاق کرنے کا نتیجہ کیا ہو گا؟(تم جانتے ہو کہ اس معاملے میں میرے ساتھ مزاق کا نتیجہ کیا ہو گا؟)" کسی بجلی سی کڑک میں سوال کیا۔

"آپاں کوئی مزاق نئی کر دے پے زویا، یقین نئی آندا تے کال کر کے پوچھ لے۔ فون تیرے کول آ۔(ہم کوئی مزاق نہیں کر رہے زویا۔ اگر یقین نہ آتا تو خود کال کر کے پوچھ لو۔ فون تمہارے پاس ہی ہے۔"

Posted On Kitab Nagri

"نہیں۔" سر بے یقین سے نفی میں ہلایا۔ "ریفا کو کچھ معلوم نہیں ہو گا، تم لوگ اسے درمیان میں مت لاؤ۔" کہتے ہوئے اس کی آواز میں سختی آ گئی۔

"آپاں اپنے کناں نل پین دے منہ چوں سنیا اے۔ آپاں تاں تینوں کیا اے فون کر کے پوچھ لے آپاں اتھے تیرے سامنے ہی بیٹھے آں، اگر تے چوٹھ بولدے ہوئے تاں پھر لئیں۔ (ہم نے اپنے کانوں کے ساتھ بہن کے منہ سے سنا ہے۔ ہم نے تو تم سے کہا ہے کہ کال کر کے پوچھ لو۔ ہم۔ یہیں تمہارے سامنے ہی بیٹھے ہیں، اگر جھوٹ بولتے ہوئے تو پکڑ لینا۔)" اس کے لہجے میں مکمل یقین تھا۔ البتہ بلوندر کے لیے یہ مرحلہ بہت مشکل تھا، کیونکہ قوی امکان تھے کہ وہ کال کر کے پوچھے اور ریفا نام بھی بتا دے مگر انہیں کسی طرح زویا کو یقین دلا کر اپنے ساتھ ملانا تھا۔ اگر وہ اسے اپنے ساتھ سازش میں شامل کر لیں تو وہ جیت سکتے ہیں۔ بس اسی خیال کے تحت وہ اس موقعے کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا تھے۔ حیرت میں ڈوبی زویا نے بمشکل اپنی حیرت پہ قابو پایا اور بہت سوچنے کے بعد بالآخر موبائل آن کر دیا۔ پانچوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ کہیں اندر وہ خود بھی ڈر رہے تھے مگر انہیں یہ رسک لینا تھا۔ زویا نے کال لاگ سے نمبر نکال کر ڈائل کیا اور والیوم اوپن کر دیا۔ بیل جانے لگی۔ بلوندر نے نچلا لب دانتوں میں دبا لیا۔ بے چینی سے ٹانگ ہلانے لگا۔ تیسری بیل پہ کال اٹھا لی گئی۔

Posted On Kitab Nagri

"زویا؟۔۔۔تم؟کیسی ہو؟کتنی دیر بعد کال کی تم نے؟" چھوٹتے ہی ریفا کی خوشگوار سی آواز سب کو سنائی دی۔

"رافی!۔۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں۔وہ۔۔۔مجھے کچھ پوچھنا تھا تم سے۔"زویا نے خود کو کمپوز رکھتے ہوئے کہا۔اس کا اپنا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔

"ہاں، پوچھوناں زویا۔جو پوچھنا ہے پوچھو۔"

"کیا تم۔۔۔"رک کر سانس لیا۔"کیا تم جانتی ہو کہ بابا کو کس نے قتل کیا ہے؟"یہ پوچھنا بہت کٹھن تھا مگر بلآخر اس نے پوچھ ہی لیا۔دوسری طرف پل بھر کے لیے خاموشی چھا گئی۔زویا نے نگاہ اٹھا کر بلوندر کو دیکھا جو سپاٹ چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"بولو'رافی۔۔۔کیا تم جانتی ہو کہ بابا کو کس نے قتل کیا ہے؟"اپنا سوال دہراتے ہوئے وہ اسکرین پہ جگمگاتے ریفا کے نام کو دیکھ رہی تھی۔وہاں خاموشی چھائی رہی۔کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

"بولوناں رافی!کیا تم جانتی تھی؟"اب کی بار اس نے زور دے کر ہوچھا۔

"وہ۔۔۔زویا۔۔۔"

"مجھے ہاں یا نہ میں جواب دو۔کیا تم جانتی تھی؟"

"ہہہہ۔۔۔میں جانتی تھی۔" توقف کے بعد بڑی مدھم اور خجالت آمیز آواز آئی جو زویا کو یقین دلانے کے لیے کافی تھی۔وہ دم سادھے سی اپنی جگہ پہ جم گئی۔آنکھوں کے گوشے ایک دم

Posted On Kitab Nagri

سے بھیگنے لگے۔اس سے پہلے کہ ریفا مزید کچھ کہتی، بلوندر زویا کو مجسمہ بنے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور سرخ آپشن کو چھو کر کال کاٹ دی۔زویا نے کچھ نہیں کہا۔واپس اپنی جگہ پہ بیٹھتے ہوئے بلوندر کے لبوں پہ موہوم سی مسکراہٹ تھی جسے زویا نہیں دیکھ سکتی تھی۔اگلے ہی لمحے اس کا موبائل دوبارہ بج اٹھا۔بلوندر جانتا تھا کہ وہ ریفا کی کال ہوگی مگر وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب زویا اس کی کال نہیں اٹھائے گی۔

☆☆☆

کون کہتا ہے کہ دوست کا کوئی مطلب ہوتا ہے

ایک دوست ہی تو بے مطلب ہوتا ہے

آنکھ کھلی تو سب سے پہلے اس کا چہرہ دکھائی دیا۔وہ کروٹ کے بل لیٹا کہنی سرہانے پہ جمائے، ہاتھ پہ چہرہ گرائے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔بال ماتھے پہ بکھرے تھے اور بھوری آنکھوں میں چمک تھی۔اس نے اپنی پلکیں جھپکائیں اور وال کلاک کی طرف دیکھا۔وہاں گیارہ بج رہے تھے۔اس نے دوبارہ نگاہیں اشعر کے چہرے پہ ٹکالیں۔

"کیا بات ہے محترم؟ آپ ایسے کیوں بیٹھے ہیں جیسے دنیا میں سب سے فارغ آپ ہی ہوں؟"

"اور آپ ایسے کیوں سوال کر رہی ہیں محترمہ جیسے دنیا میں آپ سے خوبصورت بھی کوئی ہو؟" بے اختیار ہی ریفا کے لب مسکرا اٹھے مگر پھر اگلے ہی لمحے اس نے مسکراہٹ چھپالی۔

"آپ واقعی بہت فارغ ہیں۔"

Posted On Kitab Nagri

"آپ واقعی بہت خوبصورت ہیں۔"

ریفانے ذراسا شرما کر چہرہ لحاف میں دے دیا۔اشعر کی مسکراہٹ اس کے بچگانہ سے انداز پہ گہرائی میں اتری۔

"یہ چہرہ نہ چھپایا کرو رافی!"اس نے دھیرے سے لحاف ہٹایا۔دمکتی سفید مائل گلابی رنگت واضح ہوئی۔"اس چہرے کو دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں وہ سکون پالیا ہے جسے ہر کوئی پانے کی خواہش کرتا ہے۔"آہستہ اور نرمی سے ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیرا۔"محبت کو حاصل کر لینے کا سکون۔" ذرا سا قریب ہوا۔ریفا کا دل زور سے دھڑکا۔"اس محبت کو حاصل کر لینے کا سکون جس کے پیچھے نجانے کتنی زندگیاں تباہ ہوئی ہیں۔شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔"اگلے ہی لمحے وہ اس پہ جھکا اور اپنے پر نم لبوں سے اس کی پیشانی کو چوم لیا۔آج بھی ریفا نے آنکھیں موندلیں اور اس حسین احساس کو اپنے اندر اتارنے لگی۔اب کی بار اس نے مسکراہٹ کو دبایا نہیں۔

دفعتاً دروازہ زور سے ناک ہوا۔دونوں نے ایک جھٹکے سے اس جانب دیکھا۔اشعر اس کے پاس ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ریفا اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کون؟"

Posted On Kitab Nagri

"چھوٹے سیٹھ جی! بڑے سیٹھ جی نے آپ دونوں کو جلدی سے نیچے آنے کا حکم دیا ہے۔" ملازمہ کی عجلت بھری آواز پہ دونوں نے اچنبھے سے بھنویں سکیڑ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ دونوں کی آنکھوں میں ایک ہی سوال تھا۔

"خیریت؟"

"معلوم نہیں سیٹھ جی۔ کوئی ملنے آیا ہے۔"۔

"کوئی ملنے آیا ہے؟ اس وقت؟" اشعر نے اچنبھے کے عالم میں زیرِلب دہرایا۔ اس کے دوست تو سدیھا کمرے میں آجاتے تھے اور دوستوں کے سوا وہ کسی سے ملتا نہیں تھا۔ پھر یہ کون تھا؟

"ٹھیک ہے۔ آپ جائیں ہم دونوں بس آرہے ہیں۔" اپنے اندر اٹھتے سوالوں کو اندر ہی دبا کر اس نے ملازمہ کو جواب دیا۔ وہ "جی سیٹھ جی" کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

"یہ کون ہے اشعر؟"

"معلوم نہیں، یہ تو نیچے چل کر ہی پتا چلے گا۔ چلو چلتے ہیں۔" وہ تیزی سے چلتا ڈریسنگ کے سامنے آیا اور برش اٹھا کر بالوں میں پھیرنے لگا۔ ریفا نے بھی اپنے بکھرے بالوں میں انگلیاں چلا کر ڈھیلا سا جوڑا بنایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ دونوں نیچے پہنچے تو دیکھا کہ سیٹھ ارسل اور فرح ایک صوفے پہ بیٹھی ہیں، ایک دوسرے صوفے پہ ایک لڑکی بیٹھی تھی جس کی ان کی جانب پشت

Posted On Kitab Nagri

تھی۔لڑکی سے ہوتی ان کی نگاہیں سینٹر ٹیبل تک گئیں جہاں پر چند تصاویر الٹی بکھری پڑی تھیں۔انہوں نے اسے دیکھ کر نظر انداز کیا۔

"اباجان!آپ نے بلایا؟"سیٹھ ارسل جو یونہی بیٹھے کسی غیر مرئی نقطے پہ نظریں جمائے ہوئے تھے،اس کے پکارنے پہ اسے دیکھنے لگے۔اس لڑکی نے بھی رخ موڑ کر اس جانب دیکھا۔اور پھر وہ کھڑی ہو گئی۔

"زویا تم؟"ریفا کے اچنبھے سے سکڑے ابرو خوشگواری سے پھیلے۔"تم یہاں؟آنے سے پہلے بتا دیتی۔کیسی ہو تم؟"وہ اچانک بہت خوش ہو گئی تھی،چہک کر کہتی جلدی سے اس کے قریب آئی اور مسکراتی ہوئی لپٹ گئی۔زویا نے بھی مسکرا کر اس کے گرد بازو حمائل کر لیے۔اشعر کا اچنبھا بھی خوشگواری میں بدل گیا۔

"بس 'رافی،جس کام کے لیے میں یہاں آئی ہوں بتا کر آتی تو تمہارا مجرم بھاگ جاتا۔"گلے لگے لگے اس نے اشعر کو دیکھا،جو اس کے ایسے انداز پہ ایک لمحے کے لیے ٹھٹھک سا گیا۔اسے کچھ کھٹکا۔خوشگواری پھر سے اچنبھے میں تبدیل ہو گئی۔اس نے پیچھے بیٹھے سیٹھ ارسل اور فرح کے چہروں کو دیکھا،وہ اتنے سنجیدہ تھے کہ اشعر نے ان کے چہروں پہ کبھی ایسے تاثرات نہیں دیکھے تھے۔ان کے تاثرات اسے یہ سمجھانے کے لیے کافی تھے کہ کچھ غلط ہے۔

Posted On Kitab Nagri

"کیسی ہو زویا؟" ان دونوں کے الگ ہوتے ہی اس نے پوچھا مگر زویا نے جواب نہیں دیا۔ وہ واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی۔ اس کا یہ عمل ریفا کو بھی بہت عجیب لگا۔ اس نے ایک نظر اشعر کو دیکھا، اور پھر نظر انداز کرتی اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"آیئے صاحبزادے صاحب! یہاں آ کے بیٹھیے۔ اور دیکھیے ہماری پیٹھ پیچھے جو چاند چڑھایا ہے اس کی روشنی کہاں کہاں تک پھیلی ہے۔" سپاٹ اور بے لچک انداز سے چونکا گیا۔ اشعر دو پل انہیں ان کے ایسے انداز پہ یونہی حیرت سے دیکھتا رہا پھر ان کے بے تاثر چہرے کو دیکھ کر خاموشی سے چلتا ہوا ریفا کے سامنے والے صوفے پہ آ بیٹھا۔ سینٹر ٹیبل پہ رکھی تصاویر کی سفید پشت کو دیکھا۔

"زویا توں؟ کداں؟ ٹھیک ایں؟ (زویا تم؟ کیسی ہو؟ ٹھیک تو ہو؟)" سب نے آواز کے تعاقب میں دیکھا۔ وہ پانچوں بھائی اوپر سے چلے آ رہے تھے۔

زویا موہوم سا مسکرائی۔

"جی اچھی ہوں۔" اور پھر دوبارہ ریفا کی جانب متوجہ ہوئی۔ وہ چلتے ہوئے پاس آ گئے۔

"میں جانتی ہوں کہ تم نے مجھ سے چھپایا کہ میرے بابا کا قتل کون ہے کیونکہ تمہیں اپنا رشتہ بچانا تھا۔ تم جانتی تھی کہ اگر مجھے معلوم ہو جاتا تو وہ بچ کے نہ جا پاتا۔ مگر اگر کوئی تمہاری زندگی برباد کرنے کی کوشش کرے گا تو میں اپنے مفاد کے لیے بھی تم سے یہ بات نہ چھپاؤں گی، کیونکہ مجھے اپنے مفاد سے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

تمہاری زندگی عزیز ہوگی۔" زویا کے قاتل چھپانے والی بات ریفا کو آج بھی نظریں جھکانے پہ مجبور کر گئی۔

"قاتل؟ تمہیں اپنے بابا کے قاتل کا پتا چل گیا ہے؟ کون ہے وہ؟" اشعر ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ بلوندر کی آنکھیں چوپٹ کھل گئیں، گردن گھما کر ان چاروں کو دیکھا، وہ بھی اسی طرح کھڑے تھے۔ زویا نے ایک سخت نگاہ اس پہ ڈالی جو اسے مزید تعجب میں مبتلا کر گئی۔ وہ خاموش ہو گیا۔ البتہ ریفا نے الگ تعجب سے ایک نظر پیچھے کھڑے ان پانچوں کو دیکھا۔

وہ ان کے پاس کھڑے تھے اور زویا کچھ نہیں کہہ رہی تھی؟ آخر یہی تو قاتل تھے۔

"اس لیے میں یہاں آئی ہوں رافی۔ تمہیں دکھانے۔ تمہیں بتانے کہ کوئی تمہیں کتنا بڑا دھوکہ دے رہا ہے۔"

زویا نے ایک بار پھر کٹھی نگاہوں سے اس کے وجیہہ چہرے کو دیکھا جس پہ مکمل نا سمجھی تھی۔ ریفا کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔

"کون دھوکہ دے رہا ہے زویا؟ کس کی بات کر رہی ہو تم؟" اس کی نگاہوں کے تعاقب میں ایک نظر اشعر کو بھی دیکھا۔

"وہی جسے تم سمجھتی ہو کہ اس سے زیادہ تم سے کوئی محبت نہیں کرتا، اس کے جیسا کوئی تمہارے ساتھ مخلص نہیں ہے مگر یہ شخص 'رافی۔۔۔" بازو لمبا کر کے اشعر کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ شخص جیسا خود کو

Posted On Kitab Nagri

ظاہر کرتا ہے ویسا بالکل بھی نہیں۔اس کے چہرے کی معصومیت پہ مت جاؤ یہ صرف ایک سیراب ہے۔یہاں یہ تم سے محبت کی باتیں کرتا ہے، اپنی نظر کو پاکیزہ دکھاتا ہے اور باہر نا محرم لڑکیوں کے ساتھ سرِعام اپنی عزت کو پامال کرتا ہے۔"

"یہ تم۔۔۔کیا کہہ رہی ہو زویا؟ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ دیکھ کر بات کرو وہ اشعر ہے۔"

اب کی بار اس کی مسکراہٹ مکمل طور پہ غائب ہو چکی تھی۔

"اور میں اشعر ہی کی بات کر رہی ہوں۔ کسی کی کہی بات پہ یقین کر لینا بہت مشکل ہوتا ہے اسی لیے میں یہ تصویریں اپنے ساتھ لائی ہوں۔شاید انہیں دیکھ کر ہی تمہیں معلوم ہو جائے کہ لوگ گندگی بھی کتنی صفائی سے پھیلاتے ہیں۔"

اس نے سینٹر ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھا کر چند تصویروں کو سیدھا کیا۔اسی پل ریفا کی ساری دنیا الٹ گئی۔سب نے اسے نمک کا مجسمہ بنتے دیکھا۔ریفا کو لگا کسی نے اس کے قدموں تلے زمین کھینچ کر نکال دی ہو اور بالکل ایسی کیفیت اشعر کی تھی۔وہ بے یقینی سے تصاویر دیکھ رہا تھا۔یہ وہ نہیں تھا۔مختلف لڑکیوں کے ساتھ، ایسی لڑکیوں کے ساتھ جن کے لباس بھی مکمل نہیں تھے،ان کے ساتھ کھڑا وہ شخص اشعر نہیں تھا۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ میں نہیں ہوں۔" دم سادھے سا وہ اتنا ہی بول سکا۔ہکی بکی نگاہوں اور ادھ کھلے منہ کے ساتھ زویا کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یہ تم ہی ہو اور تمہیں یہ قبول کرنا ہو گا۔ اداکاری ختم ہونے کا بھی ایک وقت ہوتا ہے اور تمہارے لیے وہ وقت آ چکا ہے۔" زویا نے اس پر سے نگاہیں ہٹا کر ریفا کو دیکھا جو حیرت سے کھلی آنکھوں کے ساتھ تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔ بے حرکت اور ساکت۔

"صرف اتنا ہی نہیں 'رافی! یہ شخص اتنا مکار ہے کہ میرے سامنے ہوتے ہوئے بھی بے خوف بیٹھا ہے۔ میں نے دیا سے کہا کہ وہ تمہاری شادی اس سے کرا دے مگر میں نہیں جانتی تھی کہ وہ شادی کے بعد تمہاری دوست کو ہی اپنی نظر کا نشانہ بنائے گا۔" ہاتھ لمبا کر کے ایک دوسری تصویر سیدھی کی تو اس میں اشعر زویا کی جانب ایک گلاب کا پھول بڑھا رہا تھا، جبکہ وہ اس کے سامنے سنجیدہ کھڑی تھی۔

اور یہ دھچکا جہاں ریفا کے لیے بے حد غیر متوقع تھا، فرح اور سیٹھ ارسل کے لیے بھی اتنا ہی نیا تھا۔ لڑکیوں کے ساتھ کی تصویریں وہ انہیں پہلے دکھا چکی تھی مگر یہ وہ اب دکھا رہی تھی۔ پیچھے کھڑے بلوندر کے لب مسکرانے کو تھے مگر اس نے مسکراہٹ کو چھپائے رکھا۔ سب سے زیادہ لطف اسے اشعر کا مبہوت چہرہ دے رہا تھا۔ وہ اب کچھ ہونے کے لیے بے تاب تھا۔ سیٹھ ارسل نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔ وہ گڑبڑا گیا۔

"نن نہیں۔۔۔ نہیں ابا جان، یہ میں نہیں ہوں۔" وہ مسلسل سر نفی میں ہلانے لگا مگر وہ اسی طرح اسے دیکھتے رہے۔ "ابا جان یہ میں واقعی نہیں ہوں۔" سیٹھ ارسل اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے، ان

Posted On Kitab Nagri

کے ساتھ ہی فرح اور خود اشعر بھی کھڑا ہو گیا۔زویا بھی کھڑی ہو گئی۔اک ریفا حواس باختہ سی بیٹھی رہی۔

"یہ کیا ہے اشعر؟"فرح ابرو سمیٹے تاسف سے پوچھنے لگیں۔

"امی جان یہ میں نہیں ہوں۔"اسے اپنا لہجہ کمزور پڑتا محسوس ہوا۔

"بس کر دو اشعر۔اگر تم نے شادی کے لیے پروپوز کیا ہی ہے تو یہ ڈرامہ کیسا؟تم نے اس لیے مجھے یہ سب انہیں دکھانے کے لیے کہا تھا کہ بعد میں تم خود یہ سب کرو؟آخر مجھے یہ سب کرنے کو بھی تم نے ہی کہا ہے،تاکہ یہ میری تم سے شادی کرانے کے لیے تیار ہو جائیں۔کب سے دیکھ رہی ہوں اب بس بھی کرو۔"ایک اور زور کا جھٹکا سب کو لگا۔سیٹھ ارسل کی نگاہوں میں مزید بے یقینی نظر آنے لگی،اس بے یقینی میں ڈھیر سارا غصہ بھی تھا۔اشعر نے تیزی سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

"نہیں۔۔۔یہ۔۔۔میں۔۔۔یہ۔۔۔"

"مطلب کہ یہ سب تم نے کیا تو ہے ہی،کروایا بھی ہے؟"

"ابا جان!"

"تم اس سے شادی کے لیے یہ تماشا کر رہے ہو؟"

"نہیں ابا جان یہ۔۔۔"

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"بس۔"اس کے احتجاج سے پہلے ہی انہوں نے بات کاٹ دی۔"ٹھیک ہے۔اگر تم یہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔کل تمہارا اس لڑکی سے نکاح ہے۔تیار رہنا۔"یہ الفاظ نہیں آسمان تھا جو اشعر کے سر پہ آن گرا تھا۔اس کا سانس رک گیا۔ایسا لگا جیسے کوئی دل پہ پیر رکھ کے گزر گیا ہو۔

زویا ہلکا۔۔۔بہت ہلکا اور غیر واضح سا مسکرائی۔بلوندر کی طرف دیکھا۔اس نے بھی اتنے ہی غیر واضح انداز میں مسکراتے ہوئے انگوٹھا دکھا کر "بیسٹ" کا کمینٹ دیا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

ہرشدیپ اورامرندر بھی ایک دوسرے کودیکھ کر مسکرائے جبکہ آریااورملجندران چاروں سے بے خبر بڑی دلچسپی سے سامنے دیکھ رہے تھے۔

"اباجان یہ جھوٹ ہے۔میں نے ایسانہیں کیا۔"اپنی پوری ہمت اکٹھی کر کے اس نے بمشکل کیا۔اس کی آنکھوں میں کچھ چبھنے لگا تھا۔

"دیکھ لیاتم کیاکرسکتے تھے اورکیانہیں۔اب میں بتاؤں گا کہ میں کیاکرسکتاہوں اورکیا نہیں۔کل تمہارااس لڑکی سے نکاح ہوگا،ہرصورت ہوگا،بس میں نے کہہ دیا۔"سیٹھ ارسل اشتعال میں تھے۔

تب سے منجمد ریفانے سر اٹھاکراشعر کودیکھا۔اس کی کانچ سی آنکھیں بھرآئی تھیں۔اس کی اس نظرمیں اس قدربے یقینی اورتاسف تھاکہ اشعر کادل کٹ کررہ گیا۔وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔انہی نظروں سے دیکھتے ہوئے دوقدم اس کی جانب بڑھائے۔قوی امکان تھے کہ وہ ایک زناٹے دار تھپڑ اشعر کے چہرے پہ رسید کردیتی مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔آنکھوں سے ٹوٹ کرایک موتی زمین بوس ہو گیا۔وہ پلٹ گئی اورپلٹ کراتنی تیزی سے وہاں سے اوپر کی جانب بھاگی جیسے ایک لمحہ

Posted On Kitab Nagri

مزید وہاں ٹھہرنے سے قیامت برپا ہو جانے کا خدشہ ہو۔سب نے سر اٹھا کر تیزی سے زینے چڑھتے دیکھا۔

"ابا جان۔میں نے ریفا کے علاوہ مہ کسی اور کے بارے میں سوچا ہے اور نہ میں ایسا کروں گا۔یہ جھوٹ بول رہی ہے۔آپ میری بات کا یقین کیوں نہیں کر لیتے؟"وہ تھک کر بولا تو اس کی آنکھوں میں تکلیف در آئی۔جیسے الفاظ میں کچھ ٹوٹا تھا۔

"ٹھیک ہے۔میں نے یقین کر لیا کہ یہ لڑکی جھوٹ بول رہی ہے مگر یہ تصویریں؟۔۔ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"یہ بھی جھوٹی ہیں۔آج کل کی ٹیکنالوجی کا کمال ہے۔"

"اوہ کم آن۔"

انہوں نے ہاتھ جھلا کر بے حد عدم اعتمادی سے اس کی بات کو ٹال دیا۔

"تم کل اس لڑکی سے نکاح کر رہے ہو۔یہ تمہاری سزا ہے۔بلکہ سزا کیسی تم تو خوش ہی ہو گے۔"

"میں کسی سے شادی نہیں کروں گا۔"

"تم۔کرو گے۔"

"میں نہیں کروں گا۔"اشعر نے لہجے کو اٹل اور مضبوط کر لیا۔سیٹھ ارسل نے دو لمحے رک کر اس کی کٹ دھرمی کو دیکھا۔وہ یونہی سپاٹ چہرے کے ساتھ انہیں دیکھے گیا۔بلا آخر انہوں نے نظریں اس

Posted On Kitab Nagri

کے چہرے سے ہٹالیں۔دوانگلیوں سے پیشانی کی ہڈی کو چھوا۔ایک گہرا سانس لیااور پھر کچھ سوچنے لگے۔

اشعر نے افسوس سے اس کتھئی آنکھوں والی لڑکی کو دیکھا۔اس نے مسکرا کر بازو سینے پہ باندھ لیے۔اشعر نے نظریں جھکادیں۔

"ٹھیک ہے۔اب اگر تم اتنے بڑے ہو چکے ہو کہ اپنے باپ کے حکم کی نافرمانی کرو گے تو تمہارا اس گھر میں رہنے کا کوئی جواز بھی نہیں بنتا۔"

"ارسل!" فرح فوراً اسے پکار اٹھیں۔ "کیا ہو گیا ہے آپ کو؟ اتنی سی بات پہ اسے گھر سے نکالیں؟"۔

"اتنی سی بات؟ یہ تمہارے نزدیک اتنی سی بات ہے فرح؟ ایک لڑکی سے اس نے محبت کا کہہ کر شادی کی اور پھر اسی کی دوست کے ساتھ دوسری شادی کے منصوبے بنا رہا ہے؟ ہم سوچتے تھے ہمارے بیٹے جیسا کوئی پاکیزہ نہیں ہو گا۔یہ دیکھو، یہ دیکھو اس کی پاکیزگی۔" انہوں نے ایک تصویر اٹھائی اور فرح کو دکھاتے ہوئے کہا۔شدید غصے کے عالم میں ان کی آواز بلند ہو گئی تھی۔وہ مکمل طور پہ برہم تھے۔"اور اوپر سے ہٹ دھرمی دیکھو کہ جھوٹ پہ جھوٹ بولے جا رہا ہے۔مجھے معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ دن بھی دکھائے گا یہ ہمیں۔اس سے کہہ دو کہ فرح یا تو کل اس لڑکی سے شادی کے لیے تیار ہو جائے یا ہم سے سارے رشتے ناتے ختم کر کے اس گھر سے

Posted On Kitab Nagri

چلا جائے۔دوسرا کوئی آپشن اس کے پاس نہیں۔"شرر بار نگاہوں سے اشعر کو دیکھ کر کہا اور پھر بنا ایک سنے چلے گئے۔

"ارسل!۔۔۔ارسل بات سنیں۔"فرح شہزادان کے پیچھے دوڑیں۔اشعر کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔اس نے ان آنکھوں سے ان پانچوں کو دیکھا جو مسکرا رہے تھے۔بلوندر اس کے دیکھنے پہ اپنی جگہ سے ہلا اور آہستہ سے چلتا اشعر کے قریب آیا۔

"مبارک ہووے اشعر ویرے! دوجا ویا کرریا ایں فیر۔(مبارک ہو اشعر بھائی۔دوسری شادی کر رہے ہو پھر۔)"

وہ خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھے گیا۔"کدام لگا فیر میرا اے والا وار؟او کی کیندے نیں انگریزی میں؟۔۔۔(کیسا لگا پھر میرا یہ والا وار؟وہ کیا کہتے ہیں انگریزی میں؟۔۔۔"سوچنے کی اداکاری کی۔ساتھ ہی بولا۔

"Expected the unexpected"

اور پھر قہقہہ لگایا۔باقی چاروں نے بھی اس قہقہے میں غصہ لیا۔اشعر نے تحیر سے انہیں دیکھا۔

"یہ۔۔۔یہ تم نے کیا تھا؟"وہ واقعی حیران تھا۔

"میری پین نوں مسلمان توں ہی کیتا سی ناں؟(میری بہن کو مسلمان تم نے ہی کیا تھا ناں؟)"وہ برابر مسکرایا۔پھر ایک بار پھر اس کا کندھا تھپتھپایا اور پاس سے گزر کر قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔وہ

Posted On Kitab Nagri

چاروں بھی ہمیشہ کی طرح اس کے پیچھے چل دیے۔اشعران کی پشت کو دیکھتارہ گیا۔اس خاموش سے ہال میں اب صرف زویا بچی تھی،اشعر نے کرب بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی۔

"Will see you soon۔Get ready for tomorrow Mr.Shehzad۔"

☆☆☆

شام کے ڈھلتے ہی وہ گھر لوٹے تو پورا گھر ویرانی اور خاموشی میں ڈوبا تھا۔اور یہ خاموشی انہیں خوش کر گئی۔وہ اندر آئے اور ہال کو خالی پا کر سیڑھیاں چڑھنے لگے۔

"چلو ہون ذرا ویکھیے کہ کی ہوریا اے؟کی حال اے ساڈے دشمناں دا؟(چلو اب ذرا دیکھیں کہ کیا کر ہو رہا ہے؟ کیا کر رہے ہیں ہمارے دشمن)" مسکراہٹ اسی طرح قائم تھی۔اوپر آ کر اس نے دیکھا کہ ریفا کے کمرے کا دروازہ بند ہے۔وہ اسی طرف آ گئے۔نا محسوس سے انداز میں دھیرے سے ناب گھمایا۔دروازہ آواز پیدا کیے بنا کھل گیا،انہوں نے تھوڑا سا دروازہ نہیں کھولا تو اندر کا منظر دکھائی دیا۔وہ گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹے، اوپر رخسار رکھے اداس خاموش سی دائیں جانب کھڑکی سے باہر ڈھلتی شام کو دیکھ رہی تھی۔

اس کے آنسو واضح نہیں تھے مگر دیکھنے والا باآسانی یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ رو۔رہی ہے۔بلوندر مسکرایا۔اور پھر وہاں سے ہٹ گیا۔

Posted On Kitab Nagri

"چلو آؤ، ہون اشعر نوں ویکھیے، او کی کردا اے پیا؟(چلو آؤ، اب اشعر کو دیکھیں، وہ کیا کر رہا ہے؟)"اس کے قدم آج زمین پہ لگنے کو نہیں تھے۔

"او کتھے ہووے گا؟(وہ کہاں ہو گا؟)" ہرشدیپ نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نئی، جتھے وی اے، ہے تے کار ہی۔ اودی گڈی بار کھلوتی ہے۔ پہلے اتے چھت تے ویکھنے آں، نہ لبا تے فیر تھلے جا کے ویکھاں گے۔(معلوم نہیں۔ جہاں بھی ہے، گھر ہی ہو گا۔ اس کی کار باہر کھڑی ہے۔ پہلے ہم اوپر چھت دیکھتے ہیں، وہاں نہ ہوا تو نیچے چل کر دیکھیں گے۔)" کہتے ہوئے اس نے موڑ مڑا اور قدم اوپے چھت کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھا دیے۔ اور چند سیکنڈز میں وہ پانچوں اوپر تھے۔ چھت کا دروازہ کھلا تھا اور وہاں سے باتوں کی آوازیں آ رہی تھی۔ یعنی وہ سب وہیں تھے۔ وہ جلدی سے آگے آیا اور کھلے دروازے سے انہیں دیکھا، وہ دائیں جانب والی منڈیر پر کھڑے تھے۔ اشعر منڈیر سے باہر جھانک رہا تھا، اور ان سب کی ان سب کی جانب پشت تھی۔ بلوندر نے منہ باہر نکالا۔ وہ چاروں وہیں پاس بیٹھ گئے۔

"میری مان اشعر، گھر سے نکل آ مگر دوسری شادی نہ کر۔ بھابھی مر جائے گی، تو میرے گھر آ کر رہ لے مگر شادی نہ کر۔" راحل براہ راست اس سے مخاطب تھا۔

Posted On Kitab Nagri

"یار میرے کو غصہ آرہا ہے۔ یہ تمارا ابا کو کیا او گیا اے۔ ایسا بے یقین باپ تو فلموں میں ولن کا نئ او تا، جیسا یاں (یہاں) ایرو (ہیرو) کا بنا ہے۔" خانم جو نجانے کب سے ان کی باتیں سن رہا تھا، اکتا کر بول اٹھا۔ اشعر یونہی اداس سا باہر اترے سرمئی رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے چھوڑ کر یہ تجھ ہی کو کیوں پھنسا رہی ہے

یار اشعر یہ لڑکی مجھے غصہ دلا رہی ہے۔" ابراہیم کو اپنا غم کھائے جا رہا تھا۔ سب نے اس کی ایسی غیر سنجیدہ بات پہ اسے گھورا، وہ رسمن نگاہیں چرا گیا۔

بلوندر دھیرے سے ہنس دیا، اتنی آواز میں کہ وہ نہ سن سکیں۔

"کی ہویا ویرے؟ (کیا ہوا بھائی؟)" امر ندر نے پوچھا۔

"کج نئ، ایویں جو کر بنے پھر دے نے سالے۔ (کچھ نہیں، ایسے ہی جوکر بنے پھر رہے ہیں سالے۔)

"میرے پاس اور کوئی چارہ نہیں۔ مجھے اس لڑکی سے شادی کرنی ہوگی۔" دنیا بھر کی یاسیت اس کے لہجے میں سموئی تھی۔ سب نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا؟؟؟" سب کی مشترکہ آواز بلند ہوئی۔

"تو پاگل تو نہیں ہو گیا۔ دماغ ٹھیک ہے تیرا؟ کیسے کرے گا دوسری شادی؟ بھابھی کا کیا ہوگا؟"

"مجھے نہیں معلوم۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں اپنے ماں باپ سے یوں رشتے ناتے توڑ کر نہیں جا سکتا۔ انہوں نے ایک عمر لگائی ہے مجھے پال پوس کر اتنا بڑا کرنے میں، میں ایک لڑکی کے لیے ان کی

Posted On Kitab Nagri

بے لوث محبت کے بدلے انہیں ساری عمر پچھتانے کے لیے نہیں چھوڑ سکتا۔مجھے یہ شادی کرنی ہو گی۔" آخر پہ اس کی آواز رندگئی۔

"مگر یار!" مینک نے کچھ کہنا چاہا مگر اشعر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔بلوندر نے مٹھی بنا کر خوس سے ہوا میں مقہ رسید کیا۔

"یس!" خوشی سے ابھری آواز بھی مدھم تھی مگر اس کے چاروں بھائیوں میں تجسس پیدا کر گیا۔

"کی ہویا ویرے؟ (کیا ہوا بھائی؟)" اب کی بار ملجندر نے پوچھا۔

"اپنا پلان کامیاب ہویا اے۔کل اوہون اودے نل نکاح کرے گا تے اپنا بدلہ پورا ہو جاوے گا۔چلو اٹھو، سوٹ وغیرہ ویکھیے۔کل دادن ساڈا اے۔(اپنا پلان کامیاب ہو گیا ہے۔کل اب وہ اس سے شادی کرے گا اور اپنا بدلہ پورا ہو جائے گا۔چلو اٹھو، چل کر کپڑے وغیرہ دیکھتے ہیں۔کل کا دن ہمارا ہے۔)" جوش سے اچھلتا وہ تقریباً وہاں سے بھاگا۔وہ چاروں بھی مسکرا دیے اور وہ چاروں بھی ہمیشہ کی طرح مسکراتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چل دیے۔

☆☆☆

نکاح کی تقریب کا اہتمام چند وجوہات کی بنا پر مقررہ دن سے ایک روز کے لیے ملتوی کر دیا گیا تھا۔چونکہ سب کچھ اتنی اچانک ہوا تھا کہ مہمان فوراً نہیں آسکتے تھے اور انتظامات کے لیے بھی وقت قلیل اور مزید وقت درکار تھا سو ایک دن کا وقفہ دیا گیا تاکہ مہمان بھی خیر و عافیت سے پہنچ جائیں اور انتظامات بھی احسن طریقے سے انجام دیے جا سکیں۔اس ایک دن کے وقفے میں بلوندر صرف

Posted On Kitab Nagri

اشعر کو یاسیت اور بے بسی چہرہ دیکھ کر بہت خوش ہوتا رہا تھا۔مزید برآں خوشی میں اضافہ تب ہوا جب معلوم پڑا کہ اشعر اپنے کمرے میں نہیں جارہا بلکہ سونے کے لیے بھی ڈرائنگ روم کا انتخاب کیا ہے۔ایک دن ایک پل کی مانند گزرا اور آج وہ پانچوں لش پش سے تیار ہوئے شادی ہال میں کھڑے تھے۔ان کے چہروں پہ مخصوص رمق تھی جیسے کسی فاتح کو پہلے ہی اپنی فتح کی خبر ہو جائے۔ایمر جنسی میں بلائے مہمانوں کی تعداد عام تقریبات میں آنے والے نفوس سے قدرے زیادہ تھی۔ویٹرز کی چہل پہل معمولاً جاری تھی۔ سیٹھ ارسل اور فرح کو رشتہ داروں اوراحباب نے سوالوں کے لیے گھیر لیا تھا کہ بھئی بیٹے کی یوں اچانک دوسری شادی کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ سیٹھ ارسل اور فرح انہیں یہ کہہ کر ٹالتے گئے کہ شادی ہو جائے پھر بیٹھ کر ساری بات بتائیں گے۔ان سوالوں کا مرحلہ ان کے لیے بہت مشکل تھا سو جان چھڑوانے کے سوا کوئی حل موجود نہ تھا۔سفر سنگھ راٹھور اور امن روپ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔وہ دونوں مروتاً آتو گئے تھے مگر اندازو اطوار میں خفت لیے اسٹیج پہ ایک طرف پڑے صوفوں پہ براجمان رہے۔وہ ریفا سے ملے تھے اور ریفا کا رویہ انہیں اور پریشان کر گیا تھا۔دیر میں ابراہیم کے والد اور والدہ ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ان کے بالکل سامنے دوسری طرف وہیل چیئر پہ محمد صاحب کی بیگم بیٹھی تھیں جو مسکرا کر اپنی بیٹی کے لیے خالی پڑی دلہن کی کرسی کو دیکھ رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

وہ اسٹیج کے بالکل سامنے بے حرکت بیٹھی اپنے سامنے سہرے میں بیٹھے اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں ڈھیر سارا پانی تھا۔ وہ پانی بلوندر بار بار دیکھ رہا تھا۔ وہ سامنے اسی کو دیکھتی رہی تھی جو اپنے دوستوں سے یوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہا تھا جیسے ملال کا کوئی شبہ تک نہ ہو۔ خود اس نے بھوڑے رنگ کی میکسی پہن رکھی تھی جسے اس نے صرف فرح کے اصرار پر پہنا تھا۔ ہلکا سا میک اپ بھی مہمانوں کے سامنے شو آف کرانے کے لیے کر لیا تھا۔

صرف چند لمحے اور دلہن کو ہال میں لایا گیا۔ زویا کا سنہری کامدار لہنگا ایک طرف سے دیا نے پکڑ رکھا تھا تاکہ اسے چلنے میں دقت نہ ہو۔ وہ گھونگھٹ میں تھی اور اگلے چند ثانیوں میں وہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ بلوندر نے دیکھا کہ ریفا کی آنکھیں کرب سے بند ہو گئی ہیں۔ وہ مسکرایا۔

مولوی صاحب کو اسٹیج پہ بلایا گیا۔ ریفا کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا تھا اور اس ایک آنسو میں کتنا کرب تھا، یہ صرف وہی جانتی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"لے ویرے، ہو چلیا ای اج اپنا کم۔ بس آپاں دا بدلہ پورا ہو یا۔ (لو بھائی، ہونے والا ہے آج ہمارا کام بھی۔ آج ہمارا بدلہ پورا ہوا۔)" امرندر کی آواز میں چہک تھی۔

"اونئ وہرے، ہلے تاں آپاں اصل بدلہ لینا اے۔ (ارے نئ بھائی۔ ابھی تو ہم نے اصلی بدلہ لینا ہے۔)" اس کی نگاہیں اس کے دعا کے لیے اٹھے ہاتھوں پہ تھیں۔ "پریس نوں بلا کے ذلیل کیتا دی ناں اِنے آپاں نوں۔ میں وی اج پریس بلائی اے۔ ساریاں نوں دساں گا کہ دوجا ویا کیوں

Posted On Kitab Nagri

کر دیا اے۔ساریاں دے سامنے ذلیل کراں گا۔فیر بدلہ پورا ہوئے گا آپاں دا۔(پریس کو بلا کر ذلیل کیا تھا ناں اس نے، میں نے بھی پریس بلائی ہے۔سب کو بتاؤں گا کہ دوسری شادی کیوں کر رہا ہے۔سب کے سامنے ذلیل کروں گا۔پھر بدلہ پورا ہو گا ہمارا۔)"وہ اپنے دھیان میں کہے جا رہا تھا اور وہ چاروں کے چاروں گردنیں موڑ کر حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔اس سے پہلے کہ وہ چاروں کچھ پوچھتے اسٹیج پہ بیٹھے نفوس نے ہاتھ چہرے پہ پھیرے۔کاغذات آگے بڑھائے گئے۔یہاں نکاح نامے پہ دستخط ہوئے،وہاں کسی طوفان کی مانند پریس کی آمد ہوئی۔ان ساعتوں میں ہلچل سی مچ گئی۔انتظامیہ نے فوراً سے پریس کو سنبھالنے کی کوشش کی اور انہیں وقتی طور پہ اسٹیج کے سامنے کھڑا ہونے کو کہا۔سب مہمان ایک دوسرے کا چہرہ تکنے لگے مگر نہزویا نے گھونگھٹ اٹھا کے دیکھنے کی زحمت کی اور نہ اس نے سہرا اٹھا کر دیکھنے کی۔

"یہ پریس کو کس نے بلایا ہے؟وہ بھی یہاں؟شادی میں؟"سیٹھ ارسل راہدل کے پاس آئے اور ہاتھ سے چہرے پہ دیوار بنا کر خود کو پریس کے کیمروں سے چھپایا۔وہ اپنے کیمرے آن کر چکی تھی۔ہال کی کچھ بتیاں بجھا دی گئی تھیں اور پریس نے کیمروں کی تیز روشنی والی لائٹس جلا دی تھیں۔

"مجھے معلوم نہیں۔"راہدل نے کندھے اچکائے دیے۔

"اے اتھے پریس نوں اج میں بلایا اے۔(یہ یہاں پریس کو آج میں نے بلایا ہے۔)"اگلے ہی لحظے بلوندر کی بھاری آواز لاؤڈ اسپیکرز میں گونجی۔

Posted On Kitab Nagri

سب نے اپنی توجہ اس کی جانب مبذول کرلی۔ سیٹھ ارسل اور راہدل نے بھی مڑ کر دیکھا۔وہ ایک مائیک لیے اسٹیج پہ کھڑا تھا۔ مسکرا کر سیٹھ ارسل کو دیکھا۔

"میں چاونداسی کہ جیرا تسی سارے سوال پوچھنا چان ڈےاو کہ اے منڈا۔۔۔(میں چاہتا تھا کہ جو سوال آپ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہ لڑکا۔۔۔)" سہرے کی طرف اشارہ کیا۔"اے اشعر جنے میری پین نل ویا کیتاسی تے ساریاں نوں پتااے کہ اناں دی لومیرج ہوئی سی، اے دوجا ویا کیوں کر ریااے؟(یہ اشعر جس نے میری بہن سے شادی کی تھی،اور سب کو پتا ہے کہ ان کی لومیرج ہوئی تھی،دوسری شادی کیوں کر رہا ہے؟)"وہ بڑے مزے سے کہتا ساتھ مسکرا رہا تھا۔سیٹھ ارسل نے چونک کر راہدل کو دیکھا وہ بھی اچانک فکر مند سا دکھائی دینے لگا۔

"ایک واری تسی آپئی سوچو کہ ایس دی وجہ کی ہوسکدی،کہ ہلے پورے دو مہینے وی نئی ہوئے میری پین نل ویا کیتیاتے اے اشعر دوجا ویا کرن بیٹھا اے۔کیوں؟(ایک بار آپ سب خود سوچیں کہ کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ ابھی میری بہن سے شادی کو پورے دو ماہ بھی نہیں ہوئے اور یہ اشعر دوسری شادی کرنے بیٹھا ہے۔کیوں؟)"

دائیں سے بائیں چکر کاٹتے بلوندر کے سوال پہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔چند مہمانوں کی مبہم سی سرگوشیاں بھی سنائی دیں۔مگر پھر سارے سوالیہ نظروں سے بلوندر کو دیکھنے لگے۔

Posted On Kitab Nagri

"یعنی تسی چاندے او کہ میں تانوں دساں تے سنو، اے انسان جیڑا تاڈے ساریاں دیاں نظراں اچ بڑا فرشتہ بندا پھر دا اے۔ کار میری پین نل ویا کر کے بار دوجیاں کڑیاں نل منہ کالا کر دا اے۔ (یعنی آپ چاہتے ہیں کہ میں خود آپ کو بتا دوں تو سنیے۔ یہ انسان جو آپ سب کی نظروں میں بڑا فرشتہ بنا پھرتا ہے۔ گھر میری بہن سے شادی کر کے باہر دوسری لڑکیوں کے ساتھ منہ کالا کرتا ہے۔)" مینک نے بازو سینے سے باندھ کے کچھ تشویش اور کچھ ندامت سے ہاتھ آنکھوں پہ رکھ لیا۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ سیٹھ ارسل رخ موڑ گئے۔

"ایس کڑی زویا نل وی انے پیار دا ڈرامہ کیتا اے، انوں ویا آسطے پروپوز کیتا تے باچوں ساریاں دے سامے مکر گیا مگر اودے پیو نے ایس کڑی دی عزت برباد ہون توں بچا لئی نئی تے اے تے ہورے کیس کیس دی زندگی برباد کرے آیا اے۔ اے اونج دا بالکل نئی جینج دا تسی سب سمجھ دے او۔ پہلے تسی انوں ہمیشہ ایک مہذب جے منڈے دے روپ اچ ویکھدے سو، تے اج میں تانوں ادا اصلی ڈراؤنا منہ وکھاواں گا۔ (اس لڑکی زویا کے ساتھ بھی اس نے پیار کا ڈرامہ کیا، اسے شادی کے لیے پروپوز کیا اور پھر سب کے سامنے مکر گیا۔ مگر اس کے باپ نے اس لڑکی کی عزت برباد ہونے سے بچا لی ورنہ یہ تو نجانے کس کس کی زندگی برباد کر کے آیا ہے۔ یہ اس طرح کا بالکل بھی نہیں جس طرح کا آپ اسے سمجھتے ہیں۔ آج تک آپ صرف اسے مہذب سے روپ میں دیکھتے رہے، آج میں آپ کو اس کا اصلی اور بھیانک چہرہ دکھاؤں گا۔)" پریس خاموشی سے اس گفتگو کو

Posted On Kitab Nagri

منظرِ عام پہ لانے میں مصروف تھی اور لوگ بس انہاک سے اسی کو دیکھ رہے تھے۔ ملجندر اور ہرشدیپ بنا پلکیں جھپکے اپنے بھائی کو دیکھ رہے تھے۔"انے نہ صرف اپنے تے اپنے نال رین آلیاں نال منافقت کیتی اے بلکہ اپنے اسلام نوں وی چنگی طرح بدنام کیتا اے۔ ایدا مکار منہ اج سارے ویکھن گے۔ اج توں بعد واقعی کسے کڑی ال نظر چک کے ویکھن دے قابل نئی ریں گا۔ چل سہرا چک (اس نے نہ صرف اپنے اور اپنے ساتھ رہنے والوں سے منافقت کی ہے بلکہ اپنے اسلام کو بھی اچھی طرح سے بدنام کیا ہے۔ اس کا مکروہ چہرہ آج سب دیکھیں گے۔ آج کے بعد واقعی کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھانے کر دیکھنے کے قابل نہیں رہو گے۔ چلو، سہرا اٹھاؤ)"اس سے مخاطب بلوندر نے اس کی جانب رخ موڑا اور ٹہلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ وہ نہیں ہلا، یونہی ساکت بیٹھا رہا۔ سب تماشائی بنے تماشا دیکھے گئے۔

"میں کیا اے کہ سہرا چک۔۔۔ وکھا ساریاں نوں اپنا اصلی چہرہ۔ چک۔ (میں کہہ رہا ہوں کہ سہرا اٹھاؤ، دکھاؤ سب کو اپنا اصلی چہرہ۔ اٹھاؤ۔)"اس نے اب بھی سہرا نہیں اٹھایا، یونہی ساکت بیٹھا رہا۔ زویا کا گھونگھٹ صرف ناک تک تھا، گھونگھٹ کے نیچے سے استہزائیہ سے مسکراتے اس کے لب دکھائی دیتے تھے مگر انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ بلوندر کے ہر بار"سہرا چک" کہنے پہ اس کی مسکراہٹ گہری ہوتی۔ بلآخر وہ اپنے مقصد کو پہنچنے ہی والی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

"اوئے توں چکدا ایں سہرا کہ میں چکاں، وکھا ساریاں نوں اپنا منہ۔ چھپانا کیوں اے؟ (اوئے تم اٹھاتے ہو سہرا کہ میں اٹھاؤں، دکھاؤ سب کو اپنا چہرہ۔ چھپا کیوں رہے ہو۔)" مخالف سمت اب بھی کوئی حرکت پیدا نہ ہوئی۔ بلوندر نے لب بھینچ لیے۔

"توں نئی منّا، میں آپی چکناواں۔ (تم نہیں مانو گے، میں خود ہی اٹھالیتا ہوں۔)" وہ ایک قدم اس کی جانب آیا اور جارحانہ انداز میں "سہرا اور کلا" ایک جھٹکے سے اتارا۔

اسی پل، اسی جگہ، اس شخص کے بچھائے کھیل کی ساری کایا پلٹ گئی۔ وہ ایسا مبہوت ہوا کہ مزید کوئی حرکت نہ کر سکا۔ بے حواس سا، بے یقینی سے پلکیں جھپکاتا دیکھتا گیا۔ چند مہمان بھی حیران سے نظر آنے لگے۔ ملجندر، امرندر، آریا اور ہرشدیپ کی آنکھیں اور منہ پہلے کی طرح کھلے تھے، بس اب کی والی حیرت میں خوشگواری نہیں بہت زور کا شاک تھا۔

"یہ---یہ---یہ تم--- نہیں۔" وہ شدید تحیر کے عالم میں تھا، بس دیکھنے کی سکت رکھتا تھا۔ بے یقینی اس کے ارد گرد ہر جگہ سما گئی تھی۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اور اب زویا نے گھونگھٹ اٹھایا۔

"میں یہاں ہوں بلوندر سنگھ راٹھور!" اچانک عقب سے آواز آئی۔ جانی پہچانی آواز۔ بلوندر سمیت میرج ہال میں موجود ہر شخص نے رخ موڑ کر عقب میں دیکھا۔ پریس کے کیمرے بھی اس جانب مڑ گئے، ان کی شدید تیز روشنی بھی ان کے ساتھ ہی اس جانب مڑ گئی۔

Posted On Kitab Nagri

وہاں۔۔۔وہ کھڑا تھا۔اپنے ازلی شائستہ سے انداز میں، وجیہہ چہرے پہ مسکراہٹ لیے، بھوڑے رنگ کے تھری پیس میں ملبوس، جیل سے ترتیب دیے بالوں کے ساتھ۔

ہنزہ کی وادیوں میں بہتے آبشار کی مانند تھا وہ۔۔۔شہزاد اشعر، لمحات کے اس سحر کی مانند جسے دیکھنے والے چاہتے تھے کہ بس دیکھتے ہی رہیں۔ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ مخصوص طرز سے چلتا اس کی جانب آنے گا۔دونوں اطراف میں لگی کھانے کی میزوں کے درمیان بنی راہداری سے اسے گزرتے ہر مہمان نے بغور دیکھا۔ اسٹیج پہ پہنچنے سے پہلے راستے میں لیا کا ہاتھ تھاما اور پھر اسے اپنے ساتھ اسٹیج پہ لایا۔اس کے آنسو اب غائب تھے اور وہ مسکرا رہی تھی۔ پریس کے کیمرے دوبارہ روشنی کے ساتھ اس جانب مڑ چکے تھے۔ مہمان ایک بار پھر مکمل توجہ اور انہماک کے ساتھ اسٹیج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بلوندر نے ایک لمحے کے لیے مڑ کر شیروانی میں بیٹھے اس شخص کو دیکھا۔وہ ابراہیم تھا۔دوسری نظر اس نے ان دوستوں کو دیکھا۔ مینک، خانم، راہدل۔ وہ ان میں موجود نہیں تھا،اس نے پہلے غور کیوں نہ کیا؟

"کیا ہوا بلوندر سنگھ؟چونک گئے؟" بلوندر نے اس کے مخاطب کرنے پہ فوراً اسے دیکھا۔ بے حد متحیر، سنجیدہ اور بے تاثر چہرے کے ساتھ۔"نہیں چونکنا چاہیے تھا۔وہ کیا کہا تھا تم نے مجھے انگریزی میں۔۔۔"سوچنے کی اداکاری کی، ساتھ ہی بولا۔

"Expected the unexpected and never be surprised"۔

Posted On Kitab Nagri

مسکراتے ہوئے جملے میں مزید اضافہ کیا۔

"اوئے اشعر، ساری بات ابھی بتائے گا کیا؟اس چوڑ پیلے ایک پکچر لے۔تم اور بھابھی بہت اچا(اچھ)لگ رااے۔" خانم نے دور سے ہانک لگائی تو اشعر نے بات پہ مزے سے ابرو اٹھا کر لطف کا تاثر دیا۔

"کیوں نہیں؟کہاں ہے فوٹو گرافر؟"مسکرا کر بھیڑ میں دیکھا۔فوٹو گرافر جو آگے ہی کھڑا تھا مزید آگے آیا۔ریفا نے اشعر کے بازو میں بازو ڈالا اور ایک بھرپور مسکراہٹ کے ساتھ تصویر لی گئی جو اس لمحے بلوندر کے اندر آگ سی لگا گئی۔خانم آگے بڑھا، بلوندر کے ہاتھ میں موجود "کلا اور سہرا"چھیننے کے انداز میں لیا اور سہرا اتار کر"کلا"دوبارہ ابراہیم کے سر پہ پہنا دیا۔

"ایک تصویر اس کا بھی لے۔"اس نے حکم صادر کیا، اور اس کے حکم پہ ان دونوں کی بھی تصویر لی گئی۔یہ صرف بلوندر کو اچھی طرح سے بھڑکانے کے لیے تھا، اور وہ واقعی تلملانے لگا تھا۔

"اب وہ سب اکٹا(اکٹھا)او جائے جو اس پلان میں شامل تا، ام(ہم)ایک گروپ فوٹو لے گا۔"سب کی طرف دیکھ کر کہا۔دیکھتے ہی دیکھتے سب باری باری اشعر اور ریفا کے پیچھے کھڑے ہونے لگے۔دیا، راہدل، خانم، مینک، سفر سنگھ راٹھور، سیٹھ ارسل، فرح، اور سب سے آخر پہ ابراہیم اور زویا دونوں اشعر اور ریفا کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔بلوندر جو ایک سکتے سے باہر آیا ہی

Posted On Kitab Nagri

تھا،ایک اور شاک اسے دم بخود کر گیا۔زویا؟زویا اس پلان میں شامل تھی؟مگر وہ تو ان کے ساتھ تھی،اشعر سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔پھر۔۔۔پھر یہ کیسے؟

ایک دم سے سوال اس کے اندر اٹھنے لگے مگر وہ خاموش رہا۔ایک تصویر اور لی گئی اور پھر اس کے بعد زویا بلوندر کے مقابل آ کھڑی ہوئی۔خانم نے جلدی سے آگے بڑھ کر مائیک بلوندر کے ہاتھ سے لیا اور زویا کی جانب بڑھایا۔

"جیسی اس وقت بلوندر کی شکل بنی ہے اور جیسی اس وقت خانم کی حرکتیں ہیں،مجھے تو لگتا ہے کہ آج خانم مار کھائے گا۔"مینک نے خانم کے بلوندر کے ہاتھ سے مائیک پکڑنے پہ ہنس کر راہدل کے کان میں سرگوشی کی۔

"صد شکر کہ بلوندر کے ہاتھ میں کوئی ڈنڈا نہیں،ورنہ یہ خان چند دن کا مہمان بن جاتا۔"راہدل نے کہا اور پھر دونوں پھنس پھنس کر ہنس دیے۔سامنے زویا نے مائیک تھالیا تھا،اور بلوندر ابھی تک اسے حیرانگی سے دیکھ رہا تھا۔وہ مسکرائی۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو بلوندر سنگھ راٹھور؟مجھے بیوقوف بنانے آئے تھے خود لالی پاپ کے قابل رہ گئے۔" بے حد ہتک آمیز انداز۔"تم نے سوچا تھا کہ تم مجھے ایک کچی عمر کی لڑکی سمجھ کر بہکاؤ گے،میرے باپ کے ذکر کو میری کمزوری سمجھ کر دباؤ گے اور میں تمہارا کام کر دوں گی۔اب اس کچی عمر کی لڑکی سے خود کو کمزور پا کر کیسا محسوس کر رہے ہو؟تمہیں تو معلوم ہی نہیں ہو گا کہ میں تم

Posted On Kitab Nagri

سے بدلہ لینے کی راہ ڈھونڈ رہی تھی جب تم خود چل کر میرے دروازے پہ آ گئے۔ تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں ہو گا کہ میں اس بات سے بے خبر نہیں کہ بابا کا قتل تم پانچوں نے کیا ہے۔" اور یہ تیسرا دھچکا زویا نے بے حد پر سکون انداز میں دیا تھا۔

"پریشان مت ہو، ابھی میں تمہیں اتنے شاک نہیں دوں گی۔ ہم اس کہانی کو سیکوئنس (Sequence) سے لے کر چلتے ہیں کہ تم لوگ اس وقت اتنے بے بس کیوں کھڑے ہو؟ تو سب سے پہلے میں تمہیں بتاتی ہوں اپنا اور ابراہیم کا قصہ۔" زویا کی مسکراہٹ میں رتی بھر بھی فرق نہیں آیا تھا۔ آخری جملہ کہتے ہوئے ابراہیم کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"یہ بات ہے ان دنوں کی جب تم لوگ بابا کو قتل کر چکے تھے، جب اشعر بھائی کا کار ایکسیڈنٹ بھی ہوا تھا اور جب ابراہیم مسلمان ہونے کی وجہ سے گھر سے نکالا جا چکا تھا اور ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر اشعر بھائی سے ملنے ہاسپٹل گیا تھا۔"

☆☆☆

"میں اگر ابا جان سے بات کروں تو وہ تمہیں جاب دے دیں گے مگر میں سفارش نہیں کروں گا، تمہارے لیے میرے پاس ایک کام ہے۔ تم ڈگری کمپلیٹ ہونے تک وہ کر سکتے ہو۔"

(اشعر بھائی نے ابراہیم کو ہمارے گھر کے کام کرنے کے لیے رکھ لیا، وہ کام جو میں اپنی پڑھائی کو جاری رکھتے ہوئے نہیں کر سکتی تھی، وہ بھی اس حالت میں کہ امی فالج میں تھیں۔ ابراہیم مجھے روز پک

Posted On Kitab Nagri

اینڈ ڈراپ بھی کر دیتا کیونکہ میرا کالج اس کی یونی کے راستے میں آتا تھا۔اس سے پہلے بھی وہ اکثر اشعر بھائی کے ساتھ گھر آتا تھا اور مجھے پسند بھی تھا مگر باقاعدہ محبت کا آغاز تب ہوا۔

"سر درد ہوتا ہے تو دوا لیا کیجئے۔

مگر کم سے کم چھٹی تو نہ کیا کیجئے۔"بیک ویو مرر سے اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے ملتجی لہجے میں کہا۔زویا جو گلاس ونڈو سے باہر دیکھ رہی تھی،اس کے کہنے پہ مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا۔

"کیوں؟تمہاری ماہانہ تنخواہ میں کوئی فرق آرہا ہے؟"۔

"نہیں،میرے اس سفر کو طے کرنے میں دقت آتی ہے۔

آپ نہ آئیں تو اسی سفر میں کلفت سی بڑھ جاتی۔"

ابراہیم کا یہ شعر کی صورت میں کہا جملہ اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"ویسے یہ ہر بات پہ شعر کہنے کی وجہ کیا ہے؟"اس نے دلچسپی سے پوچھا۔

"وجہ پوچھی نہیں جاتی کتب خانے میں موجود مکتب ہونے کی

خیر آپ کو پہلے شاعر ہونے کی وجہ بتاؤں یا پھر اب ہونے کی؟"آنکھ کا کونہ شرارت سے دبایا۔زویا نے ایک بار پھر مسکراہٹ دبائی۔

"بس سکون سے کار ڈرائیو کرو۔"چہرہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔

Posted On Kitab Nagri

(میں اس سے محبت کرتی تھی مگر بابا کے کے جانے کے بعد میرے مسئلے اتنے بڑھ گئے تھے کہ میں اسے بتا نہ سکی۔ مگر اس کے چند دن بعد ابراہیم نے خود ہی مجھے پروپوز کر دیا۔)

"محبت کا بس چلے تو ایک پل میں دو دلوں اور انسانوں کی دنیا تہس نہس کر دے۔ میں بس اسے یہی موقع نہیں دینا چاہتا۔ میں تم سے شادی کر کے محبت کو بے بس کر دینا چاہتا ہوں زویا، مجھ سے شادی کر لو۔" پہلی بار اس نے اس کے منہ سے جملے کی صورت کوئی بات سنی تھی۔ وہ اس چھوٹے سے گھر کے بند دروازے سے باہر کھڑا کہہ رہا تھا اور وہ دوسری طرف دروازے کے ساتھ لگی اسے سن رہی تھی۔ باہر بادل گرجنے کی بھی آواز آرہی تھی۔

(میں نے اس کا پروپوزل تو قبول کر لیا مگر شادی کے لیے تب تک کی مہلت مانگی جب تک بابا کا قاتل نہ مل جائے۔ اسی کے اگلے روز اشعر بھائی اور دیا میرے گھر آئے۔ ان کے ساتھ دو آدمی بھی تھے۔)

"کیسی ہو دیا؟"

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔ تم ادھر آؤ، میرے پاس بیٹھو۔" دیا نے ہال میں داخل ہوتے ہی اس کا ہتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ صوفے پہ بٹھالیا۔ اشعر اور وہ دو آدمی پاس کے ایک صوفے پہ بیٹھ گئے۔

"کیا ہوا؟ خیریت ہے ناں؟" زویا نے اس کے ایسے انداز پہ ناسمجھی ظاہر کی۔

"نہیں، خیریت نہیں ہے۔" ذرا سا توقف دیا۔ "تمہارے بابا کے قاتل مل چکے ہیں۔"

Posted On Kitab Nagri

"کیا؟؟؟"اگلے ہی ثانیے وہ بری طرح چونکی۔اوراس کے اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں غصہ در آیا۔ "کون ہے وہ ؟"لہجہ ایک دم بے لچک ہوگیا۔اس کے تاثرات موسم کی طرح تبدیل ہوئے۔غصے کے ساتھ آنکھوں میں سرخی اتر آئی۔

"دیکھو زویا،اگر تم یہ سن کر ہائپر ہو جاؤ گی تو ہم تمہیں یہ بات نہیں بتائیں گے۔ قاتل جو بھی ہے ہم نے ثبوت کے ساتھ اسے پکڑ لیا ہے۔اب حوالات تک پہنچانے کے لیے بھی ہمیں مناسب موقعے کا انتظار کرنا ہے۔بہتر یہی ہے کہ تم غصہ قابو کر کے ذرا ٹھنڈے دماغ سے ہماری بات سنو۔ورنہ نقصان ہمارا ہی ہو گا۔"اشعر نے نرمی اور رسان سے سمجھایا۔اس کے سر پہ ابھی تک بینڈیج لگا تھا۔زویا نے اس کی بات پہ سر اثبات میں ہلا دیا اور پھر خود کو نارمل کرتے ہوئے دیا کو دیکھا۔کان سننے کے منتظر تھے۔

"مجھے کچھ روپہلے رافی نے بتایا تھا کہ تمہارے بابا کا قتل اس کے بھائیوں نے کیا ہے۔"اس کے تاثرات بغور دیکھتے ہوئے دیا نے بات کو جاری رکھا۔"محمد انکل کو جس جگہ دفنایا گیا تھا وہاں سے ان کی ایک کتاب ملی تھی،اور وہ بیلچا جس سے ان کی قبر کھودی گئی تھی،ایک درخت کے پیچھے چھپایا گیا۔ہم نے فنگر پرنٹس چیک کروائے اور انہیں میچ کرانے کے لیے ان دو آدمیوں کو پولیس بنا کر ان کے گھر بھیجا۔"دو آدمیوں کی طرف اشارہ کیا۔

Posted On Kitab Nagri

"ہم سفر انکل کو پہلے ہی بتا چکے تھے اور انہیں نے اجازت دیتے ہوئے ہمارا ہر بات میں ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔"

"تو انہوں نے فنگر پرنٹس لگاتے ہوئے کچھ پوچھا نہیں؟"

"پوچھا تھا کہ کس کے قتل کی تفتیش جاری ہے۔اس پر انہوں نے کہا تھا کہ ہنزہ کے علاقے میں کسی کا قتل ہوا ہے، سر کو جسم سے علیحدہ کیا گیا ہے۔"

(بلوندر کو ایک جھماکے سے یاد آیا کہ ہاں ان کے گھر ایک انسپکٹر فنگر پرنٹس لینے آیا تھا اور اس کے پوچھنے پہ اس نے یہی حجت پیش کی تھی۔

"پھر اس کے بعد ہم موقعے کا انتظار کرتے رہے۔اشعر بھائی کی شادی کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں تم سب کو کب کی تمہارے انجام تک پہنچا دیتی۔ریفا کی شادی کے بعد، اشعر بھائی کو قتل کرنے کے منصوبے کے بعد، تمہارے گھر سے نکالے جانے کے بعد اور پھر رافی کے مسلمان ہونے کے بعد بلآخر میں سوچ ہی رہی تھی کہ اب تم پانچوں کو تمہارے انجام تک پہنچا دیا جائے مگر پھر۔۔۔تم لوگ خود میرے پاس آ گئے۔)

"کون ہے ماں؟" وہیل چیئر کے اندر آنے کی آواز سن کر زویا نے کتابوں سے سر اٹھایا۔

"بلوندر آیا ہے، کہہ رہا ہے کہ تم سے ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔"

"بلوندر؟" صرف چند لمحے لگے تھے اس کا چہرہ سرخ بھبھوکا ہونے میں۔

Posted On Kitab Nagri

(پھر میں نے اشعر بھائی کو کال کی۔)

"تم بس اپنا غصہ کنٹرول کرنا زویا۔کچھ ایسا مت مرنا کہ ہمیں پچھتانا پڑے۔ان کے سامنے جاؤ،ان سے ایسے بات کرو جیسے ہمیشہ کرتی آئی ہو،ان کی پوری بات سنو۔کسی صورت بھی یہ ظاہر مت کرنا کہ تمہیں ان پر غصہ ہے۔"

(مجھے اشعر بھائی کی نصیحت پہ عمل کرنا پڑا مگر تم لوگ اتنے ہٹ دھرم تھے کہ میرے باپ کو قتل کرنے کے بعد بھی میرے گھر آ گئے اور میرے سامنے بیٹھ کر میرے ضبط کا امتحان لیتے رہے اور میں خاموشی سے سنتی رہی۔وہ کہتے ہیں کہ جھوٹ سننے کا بھی مزہ تب آتا ہے جب آپ کو پہلے سے ہی سچ معلوم ہو۔)

"سچ دساں تے گروجی نوں اشعر نے قتل کیتا اے۔" وہ آگے جھکا اور سرگوشی میں کہا۔زویا کے لیے اس کا یہ جھوٹ برداشت کرنا اتنا مشکل تھا کہ اس کا بس نہ چلا وہ انہیں شوٹ کر دے،مگر اس نے برداشت کیا جس کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں ابھرنے لگیں جسے بلوندر اشعر کے لیے غیظ و غضب خیال کرتا رہا۔لہٰذا وہ کمال اداکاری سے ضبط کرتی رہی۔

☆☆☆

"یوں اس کے بعد میں نے تم سب کی آمد کا سارا قصہ اشعر بھائی کو سنایا اور پھر ہم نے اس کھیل میں حصہ لے کر یوں اچانک ساری کایا پلٹنے کا منصوبہ بنایا تاکہ تمہیں تمہاری بیوقوفی کا منہ توڑ جواب بھی مل سکے اور ثبوت کے ساتھ تمہیں قتل کے جرم میں گرفتار بھی کیا جاسکے۔" وہ ابھی تک بہت سکون سے

Posted On Kitab Nagri

کہتی مسکرا رہی تھی۔اس کے بھائی، سب مہمان اور وہ خود تب سے خاموش کھڑا تھا۔بلوندر تو بس اپنے دماغ کو چکراتا محسوس کر رہا تھا۔"بہت کر لی تم نے اپنی منمانی بلوندر سنگھ راٹھور!بس اب یہ تمہارا دنیا میں آخری دن ہو گا۔انسپکٹر!"بلآخر اس کی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی اور اس کی پکار پہ مہمانوں کی بھیڑ میں سے پولیس انسپکٹر اور چند اہلکار سامنے آئے۔

"آپ انہیں گرفتار کر سکتے ہیں، ان کی مدت پوری ہوئی۔"انسپکٹر اپنے اہلکاروں سمیت اسٹیج پہ آیا۔اب سب بلوندر کو ہتھ کڑی بندھتے دیکھ رہے تھے۔

"بلوندر پت!"امن روپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔وہ تکلیف سے پکارا ٹھیں اور جلدی سے اس کی جانب لپکیں۔بلوندر بس خاموشی سے زویا کو دیکھ رہا تھا،اس کی اپنی آنکھوں میں پانی چمکنے لگا۔ریفا کی آنکھیں کرب سے بند ہو گئی۔کچھ شک نہیں تھا کہ اس کے بھائیوں نے ہر حد عبور کر دی تھی، مگر پھر بھی وہ اس کے بھائی تھے۔ایک زمانے میں اس سے بہت محبت کرتے۔

خون اگر غلیظ بھی ہو تو اس کے جسم سے بہنے کی تکلیف انسان کو ہوتی ہے۔

اسے بھی ہو رہی تھی۔یہاں تک کہ سفر سنگھ راٹھور کا چہرہ بھی نہ چاہتے ہوئے مکمل افسردہ اور آنکھوں میں آنسو آ گئے۔امن روپ بلند آواز میں رونے لگی تھیں۔وہ بلوندر کے گلے سے لگ کر کچھ کہہ بھی رہی تھیں، مگر وہ صرف نم آنکھوں سے زویا کو دیکھ تھا جس کی اپنی آنکھیں سرخ تھیں۔سب جانتے تھے کہ اس قتل کہ سزا موت ہو گی۔جب امن روپ کی آواز زیادہ بلند ہوئی تو سفر صاحب

Posted On Kitab Nagri

نے اپنے آنسو چھپائے۔ضبط کرتے ان کی جانب بڑھے اور انہیں اس کے کندھے سے ہٹا کر اپنے کندھے سے لگالیا۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کررہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

کچھ ہی دیر میں پولیس بلوندر سمیت ان پانچوں کو وہاں سے لے جا چکی تھی۔ان کے جانے کے بعد زویا تھک کر کرسی پہ بیٹھ گئی۔اس نے آنکھیں موند لیں، کسی زمانے سے چھپائے آنسو بہہ گئے۔اس نے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔ریفا نے اپنی تکلیف کو چھپایا۔ پھر دیا کے ہمراہ اس کے پاس چلی گئی اور اسے خود سے لپٹا لیا۔ نجانے کب سے ضبط کیے بیٹھی زویا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

"بہت۔۔۔بہت 'رافی، زندگی نے بہت زیادتی کی ہے میرے ساتھ۔میں اس کی ہر زیادتی کو بھول جاتی، اگر یہ مجھ سے میری سب سے قیمتی شے "میرا باپ" نہ چھینتی۔"ریفا نے اسے مزید بھینچ لیا۔

"زندگی نہ چھینتی تو پھر بھی تمہاری قسمت میں ان سے بچھڑنا ہی تھا زویا۔ایک دن تو ان کے ہوتے ہوئے بھی جدا ہونا ہی تھا اور بلاشبہ وہ آج کا دن ہوتا۔ مگر تمہیں پتا ہے زویا کہ تمہارے بابا تمہیں کیا دعا دیتے؟ کہ بس ان کی بیٹی کو اتنا ہی قیمتی شوہر ملے، جتنے کہ وہ خود ہیں۔شاید وہ تمہارے بچپن سے ہی یہی دعا کرتے آئے تھے۔اور زندگی کا تو طرز تجارت ہی یہی ہے کہ ایک قیمتی چیز دینے کے لیے ایک قیمتی چیز لیتی ہے۔اور دیکھو، آج ایک قیمتی چیز تمہارے پاس ہے جو تمہیں تمہارے بابا کی دعاؤں کی صورت ملی ہے۔یوں سمجھو، ان کا متبادل ہے۔" یہ الفاظ نہیں کوئی ایسی حوصلہ افزاء سی تسلی تھی جو ایک لمحے میں زویا کے آنسوؤں کو روک گئی۔اس نے سر اٹھا کر نم آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھا۔یہ الفاظ اشعر ہی کہہ سکتا تھا وہ جانتی تھی۔نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرا دی۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ ہی دیر میں وہ مکمل چپ ہوگئی۔اتنی دیر میں ماحول کو نارمل کیا گیا اور کھانے کی فراہمی کو ممکن بنایا گیا۔پھر دلی مسکراہٹوں نے رنگ بکھیر لیے۔رخصتی کے وقت جب زویا کو کار میں بٹھایا گیا تو دروازہ بند کرنے سے پہلے اشعر اس کے پاس آیا اور اس کے سر پہ ہاتھ رکھ کے اسے پیار دیا۔زویا نے اس کی اس حرکت پہ اسے بغور دیکھا۔

"چچا اگر آج زندہ ہوتے تو آخری بار ایسا ضرور کرتے، تم اسے ان کا پیار سمجھ لو۔" اس جملے نے ایک بار پھر اس کی پلکیں بھیگنے پہ مجبور کر دیا۔وہ اسے بھائی کہتی تھی اور اس نے بھرپور یہ کردار ادا کیا تھا۔

☆☆☆

بھیگی بھیگی پلکوں کو آنسوؤں نے پار کیا

محبت نے کچھ یوں ہمیں کرب سے دوچار کیا

کہتے تھے جسے لوگ ادیبہ غرور پرور، انا پرست

کہتے تھے جسے بے نیاز، کو محتاجِ دیدار کیا

اور بلآخر یہ ان کا آخری دن تھا۔پھانسی کی جگہ پہ ان کے ہاتھ پیچھے کو باندھے گئے۔چہرے پہ سیاہ کپڑا ڈالا گیا اور پھر اس پہ پھندہ۔جلاد نے بے رحمی سے لیور نیچے کیا تو ان کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔جس میں وہ گر جاتے مگر پھندے نے انہیں درمیان میں معلق کر دیا۔پہلے انہوں نے انگلیوں کو حرکت دی، پھر موہوم سی حرکت ٹانگوں کو دی۔آہستہ آہستہ وہ حرکت تیز ہوتی گئی جیسے مزاحمت میں تبدیل ہو گئی ہو۔

Posted On Kitab Nagri

چند لمحے مزید گزرے تو وہ خود کو آزاد کرنے کی کوشش میں بے طرح ہونے لگے۔وہ پرندے کے پروں کی مانند پھڑ پھڑانے لگے اور ان کی یہ پھڑ پھڑاہٹ لحظہ بہ لحظہ شدید ہوتی گئی۔دم گھٹنے کی شدید تکلیف کے ساتھ ہی رسی کی گرفت اور مضبوط ہوتی گئی۔پھر اچانک۔۔۔ایک دم وہ بری طرح تڑپنے لگے،وہ تڑپتے رہے،پھڑ پھڑاتے رہے، ہاتھ پاؤں ہلاتے رہے۔۔۔مکمل۔۔۔مسلسل،اور جلاد خاموشی سے سپاٹ چہرہ لیے انہیں دیکھتا رہا۔

اور پھر۔۔۔

چند ساعتوں کے بعد۔۔۔

ان کی ہر حرکت رک گئی۔جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ہاتھ پاؤں ساکت ہو گئے اور گردن ایک جانب کو لڑھک گئی۔چند لمحوں میں سالوں کی زندگی ختم ہو گئی۔

☆☆☆

محبت کے اصول انوکھے ادیبہ گرفتِ بیان میں نہیں ہوتے

کہ کافی ہو جاتے ہیں سارے جہاں کو،جو وہم وگمان میں نہیں ہوتے

چمچماتا سنگ مرمر کا فرش، رنگ برنگی مصنوعی روشنیاں اور گوشہ گوشہ خوشبو سے معمور۔ہنزہ بلو ریسٹورنٹ خلافِ معمول اندر سے سجا تھا۔پورا ریسٹورنٹ ابراہیم نے صرف زویا کے لیے بک کرایا تھا جو اب اس کے سامنے،ہاتھ میں مینیو کارڈ لیے اس پہ نظریں جمائے بیٹھی تھی۔درمیان کی میز پہ کینڈل اسٹینڈ پڑا تھا جس میں لگی کینڈلز جل رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

ابراہیم میرون رنگ کے تھری پیس میں ملبوس تھا اور اس کے سامنے بیٹھی زویا نے بھی میرون رنگ کا کامدار جوڑا پہن رکھا تھا۔ ہلکے سے میک اپ اور سنہری آویزوں میں وہ بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔ ریشمی کتھئی بال شانوں پہ بکھرے تھے۔ کتھئی آنکھوں میں چمک تھی۔

"کیا آرڈر کروں ابراہیم؟ بریانی، قورمہ، مٹن، بیف کیا کھاؤ گے؟" مینیو کارڈ سے نظریں ہٹا کر اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ابراہیم نے سوچنے کے انداز میں تھوڑی ہتھیلی پر ٹکائی۔

"بریانی تو فیورٹ ہے، بریانی کھالوں گا

قورمہ بھی برا نہیں، تناول فرمالوں گا

کہنے کو کہا جائے تو مٹن بھی چلے گا

بیف بھی نہ چھوڑوں، اگر ملے گا۔"

زویا نے اس کے غیر سنجیدہ انداز پہ اسے گھورا۔

"ابراہیم!۔۔۔مجھے وہ بتاؤ جو تم کھاؤ گے۔"

"پیٹ ہی بھرنا ہے ناں، کسی چیز سے بھی بھرلوں گا

بریانی، قورمہ، مٹن، بیف سب سے گزارہ کرلوں گا۔"

اب کی بار وہ ہنس دیا۔ زویا نے بھی ہنس کر سر نفی میں ہلایا۔ پھر دور کھڑے ایک ویٹر کو اشارہ کیا، وہ انہی کے لیے کھڑے تھے۔ پاس موسیقی اور انگریزی گیت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ ستار کی خوبصورت

Posted On Kitab Nagri

آواز سارے ماحول کو خوشگوار کر گئی تھی۔زویا نے محظوظ سا ہو کر تھوڑی ہتھیلی پہ جمائی اور دوسری جانب دیکھنے لگی۔موسیقا ساتھ انگریزی میں گا رہا تھا۔

Everything like a dove

When you fall in love

Just think and think the above

When you fall in love

"آہم۔۔۔"کچھ دیر بعد گلا کھنکارنے کی آواز پر زویا نے چہرے کا رخ موڑ کر اس جانب دیکھا۔وہ اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا،وہ ایک دم سے سیدھی ہو گئی۔اس کے ہاتھ میں رنگ بکس تھا جسے کھول کر وہ اس کی جانب بڑھائے ہوئے تھا۔

"ہاں مانا، کہ بہت فضول ہے

مگر شاعری اب میرا معمول ہے

رو سوال یہ ہے کہ کیا یہ بندہ آپکو

انہی اشعار کے ساتھ قبول ہے؟"

بے حد معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔زویا چند لمحے تو یونہی ابرو اچکائے دیکھتی رہی،پھر اچانک سے قہقہہ لگا دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

"ابراہیم! تم بھی ناں۔" وہ کھکھلاتی گئی اور وہ نڈھال سا اسے دیکھے گیا۔

"میں تمہیں تمہاری اس فضول شاعری کے ساتھ قبول کر چکی ہوں ابراہیم۔" وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔ ابراہیم کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"فضول لفظ میں نے صرف شعر پورا کرنے کے لیے استعمال کیا تھا اور تم۔۔۔" اس کی آنکھوں میں ڈھیروں جذبات امڈ آئے۔ معصومیت میں شکوہ شامل ہو گیا۔ اور زویا ایک بار پھر کھکھلا دی۔ اور وہ ایک بار پھر مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے مخملی ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیے اس کی مخروطی انگلی پہ انگوٹھی پہنا رہا۔ موسیقار ابھی تک انگریزی میں گا رہا تھا۔

Everything like a dove

When you fall in love

Just think and think the above

When you fall in love

☆☆☆

ہمارے الفاظ ایک مخصوص شخص کے لیے ہیں

ہمیں کیا لینا دینا لوگوں کی واہ واہ

پھر ایک تو یہ کہ کیا اس کی آنکھوں نے جادو

دوسرا مجبور ہوئے ہم دل ناداں سے

Posted On Kitab Nagri

رات نے ہنزہ پہ پر پھیلائے تو افق پہ چاند دکھائی دینے لگا۔ معمول کی مانند ہنزہ کو مصنوعی روشنیاں آراستہ کیے ہوئے تھیں مگر ہنزہ کے سارے مناظر کو پردے کی آڑ میں چھپا کر وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آئی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ دفعتاً اسے اپنے دلفریب عکس کے پیچھے بھی ایک عکس دکھائی دیا۔ وہ مسکراتا ہوا اس کے عقب میں آ کھڑا ہوا، اس کے بالکل قریب۔

"کچھ لایا ہوں تمہارے لیے۔" دونوں ہاتھ پیچھے چھپائے کہا۔

"کیا؟ وہ مسکرائی۔ اس نے پیچھے سے ہاتھ نکالے اور ایک چمکتی ہوئی سنہری رنگ کی چین سامنے کی۔

اس چین کی چمک دیا کی آنکھوں میں بھی دکھائی دینے لگی۔ مسکراتے ہوئے اس کے بالوں کو اکٹھا کر کے ایک طرف اس کے شانے پہ رکھا اور چین اس کی مورسی گردن پہ پہنا کر بند کر دی۔ پھر اس کے دونوں شانوں کو پیچھے سے تھاما۔

"بہت خوبصورت ہو تم۔"

دیا نے مسکراتے ہوئے چین پہ ہاتھ پھیرا۔ "اور بہت خوبصورت ہے یہ۔" پھر اسی مسکراہٹ کے ساتھ مزید کہا۔

"اگر کبھی کوئی مشکل وقت آیا تو میں یہ تمہیں بیچنے کے لیے نہیں دوں گی۔" ایک دم وہ سنجیدہ ہوئی تو راحیل کی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی۔ حد تھی۔ اس نے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔

Posted On Kitab Nagri

"تم جانتی ہو دیا ڈئیر! کہ کچھ شوہر اپنی بیویوں کو بیوی ہی کیوں کہتے ہیں؟" مسکراہٹ دوبارہ سے لبوں پہ سجالی۔ دیا نے سر دائیں بائیں ہلایا۔ "کیونکہ بیوقوف کہنا ذرا لمبا ہو جاتا ہے۔

Then we use Short cut-"

مختصر سی وضاحت دی۔ دیا نے برا نہیں مانا۔

"اور آپ جانتے ہیں راہدل ڈئیر! کہ اکثر بیویاں اپنے شوہر کو "جانو" کیوں کہتی ہیں؟" اب کی بار اس نے سر نفی میں ہلایا۔ "کیونکہ جان۔۔۔وررررر (جانور) کہنا ذرا لمبا ہو جاتا ہے۔" وررر پہ زور دیا۔

"مچ۔۔۔ تمہارا رومانوی ہونا میری حسرت رہے گا۔" ایک بار پھر سر تاسف سے نفی میں ہلایا تو اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ وہ اس کی جانب پلٹی۔ گہری مسکراہٹ کے ساتھ دونوں بازو اس کی گردن کے گرد حمائل کر لیے۔

"اور کچھ؟" لفظ "اور کچھ میں اتنی مٹھاس تھی کہ راہدل کو وہ مٹھاس اپنے اندر گھلتی محسوس ہوئی۔

"تم جانتی ہو دیا؟ جب تم مجھ سے اتنی محبت سے بات کرتی ہو تو یوں لگتا ہے جیسے میں نے کسی اچھی کوالٹی کے شہد کی بوتل اپنے اندر انڈیل دی ہو یا میرا جسم میرے اندر روافزاء بنا رہا ہو۔" بڑے رومانوی انداز میں بھی شرارت تھی۔

"مچ۔۔۔ راہدل امام! تمہیں رومانس کرنا کبھی نہیں آئے گا۔" اب کی بار دیا نے سر افسوس سے دائیں بائیں ہلایا تھا۔ راہدل نے یکلخت دونوں بازو اس کی کمر کے گرد حمائل کر کے ایک جھٹکے

Posted On Kitab Nagri

سے اسے اپنے قریب کیا۔ دیا کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ خود کو مزید اس کے قریب کر رہا تھا۔ قریب اور مزید قریب۔ پہلی مرتبہ اس کی اتنی قربت پہ دیا کے ہاتھ ذرا سے کپکپائے اور رخسار بھی شرم سے سرخ ہو گئے۔ اس نے چہرہ مزید اس کے قریب کیا اور اپنے لبوں سے اس کی پیشانی کو چھوا۔ بوسہ دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ گرفت کو ڈھیلا کیا۔

"مجھے رومانس کرنا آگیا ہے مسز امام! دیکھیے آپ کے رخسار سرخ ہو رہے ہیں۔" گھمبیر لہجے میں کی گئی سرگوشی اس سرخی میں اضافہ کر گئی۔ دیا نے دھڑکتے دل کے ساتھ سر اٹھا کر دیکھا۔ "کیا میں نے ٹھیک کہا؟" وہی شرارت تھی۔

اس کے آخری جملے پہ وہ کھل کے مسکرائی۔ اس کے گال پہ ایک چپت لگائی اور پھر شرم سے اپنا چہرہ اس کے کندھے میں چھپا کر اس کے گلے لگ گئی۔ آج صحیح معنوں میں راہدل کو لگا کہ اس کی دنیا مکمل ہو گئی ہے۔ اس نے گرفت کو دوبارہ مضبوط کیا اور اسے اپنی بانہوں کی لپیٹ میں لے لیا۔

بٹھا کے اپنے محبوب کو اپنے پہلو میں

جو لوگ کچھ نہیں کرتے، وہ بھی کمال کرتے ہیں

سیاہ آسمان تلے وہ کھڑکی کے قریب چائے کے دو بھاپ اڑاتے کپ لیے کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ نجانے وہ کہاں رہ گیا تھا۔ اس نے تھک کر چاند کو دیکھا، وہ آج مکمل نمودار تھا اور اس کی پگھلتی

Posted On Kitab Nagri

چاندنی اندھیرے کو نیم کیے ہوئے تھی۔ آسمان آج بادلوں سے صاف تھا۔اس نے ایک بار پھر گیٹ سے اندر تک دکھائی دیتی راہداری کو دیکھا۔وہاں کوئی نہیں تھا۔

"کہاں رہ گئے آپ اشعر؟"ایک بار پھر تھک کر چاند کو دیکھا۔

دفعتاً دروازہ کھلنے کی آواز نے اسے پلٹنے پہ مجبور کیا۔وہ جلدی سے دروازہ بند کر کے اندر داخل ہوا تھا۔

"کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہوں، چائے بھی ٹھنڈی ہونے والی ہے۔کہاں رہ گئے تھے آپ؟"اس کے پاس آتے ہی اس نے ایک کپ اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے فوراً تھام لیا۔

"آئم سوری، وہ میں ایک ضروری کام کے لیے گیا تھا۔"کپ لبوں سے لگانے سے پہلے اس نے دیکھا کہ دھواں ابھی بھی چائے سے اٹھ کر فضاء میں تحلیل ہو رہا ہے۔

"تم تو کہہ رہی تھی کہ چائے ٹھنڈی ہونے والی ہے۔"

"ہونے والی ہے۔اگر یقین نہیں آتا تو اسے ذرا دس منٹ کے لیے ایک طرف رکھیں، ابھی ہو جائے گی۔"ڈھٹائی سے کہا۔

www.kitabnagri.com

"وائفز!"اشعر نے زیرِ لب بڑبڑا کے سر جھٹکا۔وہ اس کی بڑبڑاہٹ نہیں سن سکی۔

پھر خاموشی چھا گئی، دونوں کھڑکی سے باہر، اوپر چاند کو دیکھنے لگے۔ساتھ ہی ساتھ وقفے وقفے سے گرم گرم چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھی بھر رہے تھے۔

سکوت میں سکون تھا۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

"آپ کو یاد ہے اشعر، ایک بار آپ نے مجھے محبت کے "م" کا عجیب سا مطلب بتایا تھا؟" چند ساعتوں کے بعد وہ چاند پہ نظریں جمائے بے ساختہ پوچھ بیٹھی۔

Posted On Kitab Nagri

"کون سا؟ جو فقیر بابا نے بتایا تھا؟"

"ہاں وہی۔ وہ مطلب اور جو مطلب زویا بتاتی تھی۔ وہ سب ٹھیک تھے مگر اس کے علاوہ ایک مطلب ایسا بھی ہے جسے آج تک کوئی سمجھ نہیں سکا۔ جسے ہم ساری کہانی میں مس کرتے آئے ہیں۔ جو محبت کے "م" کا حقیقی اور تجرباتی مطلب ہے۔ جو مختلف محبت کرنے والوں کے لیے حالات کے مطابق مختلف نتائج نہ رکھتا ہو بلکہ جو دنیا کے ہر محبت کرنے والے کے لیے واحد اصول رکھتا ہو۔ جو پہلے ہی محب کو اس کی محبت کے نتائج سے آگاہ کر دے۔" اشعر نے اس کے یوں اچانک کہنے پہ ذرا بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"اور کیا ہے محبت کے "م" کا حقیقی اور تجرباتی مطلب؟"

"مقدس، مخلص اور مقصود۔" وہ مسکرائی۔

"وضاحت کرنا پسند کریں گی آپ؟" وہ سمجھا نہیں۔

"بالکل! تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محبت کے "م" کا واحد مطلب صرف مقدس اور مخلص ہے۔ یہی محبت کا اصول بھی ہے۔ محبت اگر مقدس، محبت کرنے والا دل اگر اپنے محبوب کے لیے مخلص ہو اور پھر محب کو اپنی محبت کی تکمیل پہ مکمل یقین ہو تو اس کی محبت کی راہ میں ہزار مشکلات آئیں گی جو اسے اس کے راستے سے لڑکھڑانے پہ مجبور کریں گی مگر اس کی امید بلآخر اس کی منزل تک پہنچا دے گی۔ اس کی محبت کامل ہونے سے دنیا کی کوئی بھی چیز نہیں روک سکتی۔ کیونکہ خود خدا اس کا

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

ساتھ دیتا ہے۔لیکن اگر وہی محبت مقصود ہو یعنی کہ مقصد بن جائے یا وہ میرے ابھی بتائے ہوئے اصولوں کی بجائے کوئی مخالف سمت اختیار کرے تو ہر راستہ صاف ہونے کے باوجود اس کی محبت کبھی کامل نہیں ہو گی۔یا تو اسے محبوب نہیں ملے گا، یا محبوب ملے گا مگر اس کی محبت نہیں،اور یا پھر دونوں مل کر بہت جلد کھو جائیں گے۔وہ حاصل ہو کر بھی لاحاصل ہی رہیں گی۔ مختصر یہ کہ اگر آپ کو کسی سے محبت ہو گئی ہے اور آپ ان تین الفاظ کے مطالبے پہ پورا اتر رہے ہیں تو آپ کو کسی سے بھی یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ آیا آپ کو آپ کا محبوب ملے گا یا نہیں۔"

بات مکمل کر کے اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اسے دیکھا۔اشعر نے مرعوب ہو کر ہاتھ اور کپ کے ساتھ تالی بجا کر اسے سراہا۔

"اور محبت کا یہ فلسفہ کس کا اخذ شدہ ہے؟"

"ہے بس کسی بزرگ کا۔" مسکراتے ہوئے اس نے نگاہیں دوبارہ چاند پہ جما لیں۔

"یقیناً یہ بزرگ بھی محترمہ آپ ہی ہوں گی۔"اور اس کی اگلی بات پہ اس کی ہنسی چھوٹ گئی۔ہنستے ہوئے سر اثبات میں ہلایا۔وہ بھی مسکرایا اور سر نفی میں ہلا دیا۔پھر اپنا بازو اس کے کندھے پہ پھیلا کر اسے اپنی بغل میں لیا۔

Posted On Kitab Nagri

"محبت کے "م "کا جو بھی مطلب تھا'رافی۔ ہم اس پہ پورا اتر چکے ہیں۔اس کا ہر مرحلہ ہم سر کر چکے ہیں اور اب ہماری آزمائشیں ختم ہو چکی ہیں۔ہم ایک ہیں اور امید ہے کہ مرتے دم تک ایک رہیں گے۔"وہ جو بڑے انہماک سے اس کی بات سن رہی تھی۔ آخری جملے پہ چونکی۔

"ہم مرتے دم تک ایک رہیں گے۔"زور دے کر کہا۔

" یہ کہنے کی بات ہے'رافی۔ ہم صرف امید کر سکتے ہیں۔ہو سکتا ہے ابھی تمہیں معلوم پڑے کہ میں تمہاری سالگرہ کا تحفہ نہیں لایا اور تم خلع لینے کے لیے راضی ہو جاؤ۔ مگر مجھے امید ہے کہ تم میری امید کو توڑو گی۔"چند ہی لمحوں میں سارے جہان کی معصومیت چہرے پہ سجالی۔

"کیا؟؟؟ آپ میرا گفٹ نہیں لائے ؟"وہ جو کہہ رہی تھی کہ مرتے دم تک ایک رہیں گے،اب کے واقعی خلع لینے کے درپہ لگ رہی تھی۔اشعر نے اسی معصومیت کے ساتھ کندھے اچکادیے۔

"آپ میرا گفٹ نہیں لائے ؟"وہ بے یقین تھی۔اگلے ہی لمحے اس وہ رخ موڑ گئی۔اشعر دھیما سا مسکرایا۔

"معلوم نہیں تم نے اپنی محبت پہ کون سا یقین کر کے مجھے حاصل کیا ہے۔ تمہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ اگر آج تمہارا گفٹ نہ لاتا تو یہ شہزادا اشعر گھر نہ آتا۔"پہلے شرارت اور پھر محبت سے کہا۔ خفگی سے رخ موڑے کھڑی ریفا مسکرا کر پلٹی۔

Posted On Kitab Nagri

"مجھے معلوم تھا کہ آپ مذاق کر رہیں ہیں۔ ورنہ میں ناراض نہ ہوتی بلکہ خلع کے وہ کاغذات نکال کے رکھتی جو میں نے آرڈر کیے تھے اور اس وقت ڈرائر میں پڑے ہیں۔" اس نے اپنے تئیں کوئی بہت بڑی دھمکی دی تھی۔ ایک لمحے کے لیے اشعر کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اس کے اس جملے پہ خفگی کا اظہار کرے یا پھر ایک زوردار قہقہہ لگائے اور پھر اگلے ہی لمحے اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ کتنے ہی لمحے وہ ہمستا چلا گیا۔

"خلع کے کاغذات آرڈر کون کرتا ہے 'رافی۔ ریسٹورنٹ سے ملتے ہیں کیا؟" وہ ہنستا جا رہا تھا۔ ریفا نے چند لمحے لیے بات سمجھنے کے لیے اور پھر وہ بھی اپنی بیوقوفی پہ ہنس دی۔ چند لمحوں بعد وہ سنجیدہ ہوئی۔

"اچھا، میرا گفٹ دیں۔" اشعر اس کے کہنے کے بعد بھی ہنستا رہا۔ پھر بمشکل ہنسی کو روکا۔ ہاتھ جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا اور لمبی سی مخملی ڈبیا نکالی۔ پھر اسے کھولا۔ ریفا نے اسے صرف گولڈ کا کہا تھا مگر اس پر ڈائمنڈز بھی لگے تھے۔ وہ چہک اٹھی۔

"واہ۔۔۔ یہ تو بہت اچھا ہے۔" چہرہ جیسے پہلے سے روشن ہو گیا۔

"اچھا کیسے نہ ہوتا، میری جیب خالی کر دی اس نے۔" اس نے اپنی خالی جیب باہر نکال کر دکھائی۔ ریفا کھلکھلا کر ہنسی پھر اسی پل کسی بچے کی طرح مانگنے کے انداز میں ہاتھ آگے بڑھایا۔

Posted On Kitab Nagri

"جلدی سے پہنا دیں۔" بریسلیٹ چمکتا بہت زیادہ خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ "صبر کرتے ہیں، گندی بچی۔" وہ جو بریسلیٹ نکال ہی رہا تھا، اس کی ایسی بے صبری پہ سر پہ چپت لگاتے ہوئے بولا۔ وہ مسکرا دی۔

اشعر نے ابھی بریسلیٹ نکالا ہی تھا کہ اس نے اسی بے صبری سے کلائی آگے کر دی۔ اشعر تاسف سے سر ہلاتا رہ گیا۔ پھر بریسلیٹ اس کی کلائی پہ باندھ دیا۔ دودھیا کلائی پہ سنہری رنگ کا چمکتا بریسلیٹ لاجواب لگ رہا تھا۔ وہ اب کلائی ہلا کر، اس پہ ہاتھ پھیر کر مسکرا رہی تھی۔

"میرا گفٹ؟" اس کی آواز پہ ریفا نے تعجب سے اسے دیکھا۔ وہ موہوم سا مسکرا رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پہ آنکھیں موند گیا، جو ریفا کو سمجھانے کے لیے کافی تھا۔ وہ مسکرائی اور اگلے ہی لمحے اس کے قریب آئی۔ اپنے سرخ لبوں سے اس کی آنکھ، پھر دوسری آنکھ اور پھر پیشانی کو چوم لیا۔ وہ یونہی آنکھیں موندے رہا۔ البتہ مسکراہٹ گہری سے گہری ہوتی گئی۔ اس کے بعد ریفا نے اسے دیکھا۔ اشعر نے بھی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

ایک، دو، تین۔۔۔ چند لمحے یونہی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر ریفا ایک قدم آگے بڑھی اور اس سے لپٹ گئی۔ کھڑکی کے باہر کا ہر خوبصورت منظر انہیں مسکرا کر دیکھنے لگا، اور ان کی محبت تمام ہوئی۔

ہر مشکل پہ گھبرا جانے والی لڑکی، سنو

کہ محبت کے تمام ہونے میں دیر نہیں لگتی

Posted On Kitab Nagri

نہیں لگتی دیر خدا کے "کن" کہنے میں
سرِشام کسی کے نام ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

"یار مینک! کتنا ظلم اے امارے سات، راہدل کا شادی او گیا، ابراہیم کا شادی او گیا۔اشعر کا تو سب سے پیلے (پہلے) اوا تا۔اب سب اپنی اپنی بیوی کے سات رومانس کر را او گا۔" رات کے اس پہر وہ ہنزہ کی برفیلی پل نما سڑک پر کھڑے تھے جس کے دونوں اطراف میں ریلنگ لگی تھی۔وہ دونوں ریلنگ سے پیٹھ ٹکائے ہوئے تھے۔خانم نے بے حد اداسی سے کہا۔مینک ہنس دیا۔

"چل یار! تو اتنا سیڈ ی نہ ہو۔یہ لے میرے ہاتھ پکڑ، جب تک تیری بیوی نہیں آتی، مجھے اپنی بیوی سمجھ کر رومانس کر لے۔" اپنے دونوں ہاتھ اس کی جانب بڑھائے۔

"آں (ہاں) یہ اچا (اچھا) رہے گا۔" وہ چہک اٹھا، جلدی سے اس کے ہاتھ تھامے اور پھر اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔رات کے اس پہر اب وہ دونوں، اس سنسان سڑک پہ تنہا کھڑے، ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے، بہت دیر تک دیکھتے ہی رہے۔

"اب کچھ بول بھی دے کہ سچ مچ ٹھر کی شوہروں کی طرح دیکھتا رہے گا؟" بہت دیر تک بھی جب وہ کچھ نہ بولا تو مینک نے تھک کر کہا۔

"کیا کروں؟ کب سے کوئی تعریف سوچ را اے، مگر منہ میں گالی ای آرا اے۔" اس نے بھی تھک کر ہاتھ چھوڑے۔

Posted On Kitab Nagri

"لڑکی لڑکی ای اوتااے، اور حبیث حبیث ای ریتااے۔ چل ام (ہم) ایسا کرتا اے کہ مارکیٹ میں چلتا اے۔ وہاں جاکر اسٹیچو کے سات کرلے گا۔ تم سے تو اچا (اچھا) اے وہ۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" مینک نے برا نہیں مانا۔ اسے خانم کا مشورہ پسند آیا۔ اگلے ہی لمحے دونوں اپنی حسرت پوری کرنے کی غرض سے وہاں سے چل دیے۔

مگر ان کی یہ حسرت بھی زیادہ دن باقی نہ رہی۔ کچھ ہی دنوں کے بعد خانم کے گھر والوں نے ایک پڑھی لکھی لڑکی ڈھونڈ کر خانم کی شادی کر دی جس نے انگلش میں ماسٹرز کر رکھا تھا۔ لڑکی خوبصورت تو بہت تھی مگر جس انداز میں انگریزی بولتی، دیکھنے والے کو زہر لگتی۔ اب وہ ایک بات میں دس لفظ انگلش کے بولتی، جس کا جواب خانم اپنے غلط مذکر مونث کے ساتھ دیتا۔ سمجھ کسی کو نہ آتی اور تکرار شروع ہو جاتی۔

جہاں ان دونوں کے رویے نے سب کو ایک لطف بخشا تھا وہیں مینک شادی سے کترانے لگا۔ ایک دن میں دس بار ماں سے یہ کہتا کہ "لڑکی وہ ڈھونڈیے گا، جس کے منہ میں زبان ہی نہ ہو" اور بلآخر بہت کوششوں کے بعد اس کا رشتہ ایک ایسی لڑکی سے طے پایا جو زبان سے گونگی تھی۔

☆☆☆

نجانے یہ کونسا پہر تھا۔۔۔ نجانے یہ کونسا کھنڈر تھا۔۔۔ جو گھپ اندھیرے میں گرا بالکل تاریک تھا۔ اندھیرا گہری رات سے بھی گہرا تھا، اتنا گہرا کہ اپنا وجود بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ آس پاس،

Posted On Kitab Nagri

آگے پیچھے صرف اندھیرا تھا کہ کہیں سے سانس لینے کہ آواز آرہی تھی۔ ہلکی ہلکی۔۔۔نا محسوس سی آواز، اور اب اچانک کہیں سے آہٹ پیدا ہوئی۔

"مَن رَّبُّکَ ؟(تمہارا رب کون ہے ؟)" بجلی سی کڑک میں سوال کیا گیا۔

"اللہ!" اندھیرے میں پر اعتماد آواز کی لہروں نے اپنا عکس چھوڑا تو مقابل لہجہ بھاری اور سخت تھا۔

"مَن دِینُکَ ؟(تمہارا دین کیا ہے ؟)"

"اسلام!" اندھیرے میں ایک بار پھر با اعتماد آواز گونجی۔ سکوت ضرورت سے زیادہ تھا۔

"مَن رَسُولُکَ؟(تمہارا رسول کون ہے ؟)" آواز کی سختی ذرا برابر کم نہیں ہوئی تھی۔

"محبوبِ خدا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" با اعتماد آواز محبت، احترام اور مٹھاس کی آمیزش میں تبدیل ہو گئی۔ اور اسی لمحے سنسان، تاریک سے کھنڈر کی ایک جانب سے دروازے کی صورت کچھ کھلا۔ تاریک کھنڈر لمحے کے ہزارویں حصے میں دن سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔ گوشے گوشے میں نور ہی نور جگمگا اٹھا۔ چمک اتنی تھی کہ نظر اٹھانے پہ بھی جھک جاتی۔ اس کھنڈر میں دو اشخاص موجود تھے، دونوں ہی سفید پوشاک میں ملبوس تھے۔ چہرے نور ایمان سے منور تھے۔ مگر اس نور کے پیکر کے سامنے کچھ نہ تھے۔

"سلام سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)" دونوں نے کھڑے ہو کر، ناف پہ ہاتھ باندھے، نظریں جھکائے کہا۔

Posted On Kitab Nagri

"سلام اے بندہ ءخدا!"نور ہی نور سے آواز آئی اور وہ اتنی خوبصورت تھی کہ وہ کسی نور ہی کی ہو سکتی تھی۔

ریفا کی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی۔

☆☆☆

(ختم شد)

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595